ماہنامہ انوارِ مدینہ

شمارہ : ۱۲	محرم الحرام ۱۴۳۴ھ / دسمبر ۲۰۱۲ء	جلد : ۲۰

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ 12 امریکی ڈالر

برطانیہ،افریقہ .... سالانہ 10 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 15 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
دیوبند میں مسلمانوں کی آبادکاری اَور فروغ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۹
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۳۹
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۴۷
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۵۱
اِسلامی صکوک : تعارف اَور تحفظات	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۵۵
اَخبار الجامعہ		۶۲

ضروری اعلان

مسلسل گرانی کے سبب عرصہ سے اِس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ماہنامہ اَنورِ مدینہ کے سالانہ نرخ میں اِضافہ کیا جائے مگر حتی المقدور اِس فیصلہ کو مؤخر کیا جاتا رہا۔اَب حال ہی میں طباعت اَور کاغذ کی قیمت کے غیر معمولی اِضافہ نے نرخ میں اِضافہ ناگزیر کردیا ہے لہٰذا اپنے ماہنامہ کی اَعلیٰ روایات کو برقرار رکھنے کی خاطر اِس کا سالانہ چندہ اَگلے سال سے 200 روپے سے بڑھا کر 300 روپے کردیا گیا ہے، قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔(اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

ملک میں جیسے جیسے اِنتخابات کا دَور قریب آرہا ہے ویسے ویسے اِنتخابی سرگرمیوں میں بھی تیزی آتی چلی جارہی ہے پنجاب وسندھ کی بھاری اَکثریت اَپنی سیاسی بے شعوری کی وجہ سے ہر بار سیاسی شاطروں کے ہاتھوں میں کھلونا بنتی چلی آرہی ہے، آبادی کے اِعتبار سے ملک کی اِس بھاری اَکثریت کی سیاسی یرغمالی نے پورے ملک پر بہت برے اَثرات مرتب کیے ہیں جس کے نتیجہ میں اَب ملک مکمل تباہی کے دہانے پہنچ چکا ہے۔

ہر بار علمائے حق پاکستان کے عوام کو اَپنی رائے کے درست اِستعمال کی ترغیب دیتے چلے آئے ہیں تاکہ خدا ترس اَور غریب پرور قوتیں آگے آکر ملک وقوم کی صحیح معنی میں خدمت کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پہاڑوں اَور سمندروں کے خزانے اِس لیے پیدا نہیں فرمائے کہ اِن پر کافر، ظالم اَور فاسق اَپنا تسلط قائم کرکے ظلم و بے اِنصافی کرتے پھریں، حقدار دَر بدر ہاتھ پھیلاتے پھریں، مظلوم دَر بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اَنبیاء علیہم السلام کو اِس لیے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو اِس جہاں کی بے ثباتی کے راز سے آگاہ کر کے آخرت کی طرف متوجہ کریں اَور اِس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں اَور خزانوں کو اُس کی منشاء کے مطابق کام میں لائیں یہی وجہ ہے کہ اَنبیاء علیہم السلام اَور اُن کے وارثین نے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کو سرنگوں کر کے زمین کے خزانوں کو اَپنے قبضہ میں لے کر اُن میں تصرف کرنے کے صحیح طریقے سکھلائے اَور عدل و اِنصاف کا صاف ستھرا نظام قائم کر کے دِکھلایا۔ نبی علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام اَور اُن کے بعد اُن کے جانشینوں نے اِسلامی نظامِ مملکت کو پوری طرح قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ دُنیا میں ہر طرف اُس کی حدود کو وسعت دیتے چلے گئے اَور اَب سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے تک پورے بارہ سو سال دُنیا کی واحد سپر طاقت کے طور پر اُن کے اِقتدار کے سورج نے کفر و اِلحاد کی آنکھوں کو چُندھیائے رکھا۔

اُسی سنہری دَور کی واپسی کے لیے ہندوستان کے علماء نے طویل جدو جہد کا سلسلہ قائم کیا جس کو اَب تک ڈیڑھ سو برس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے سو سال پہلے اِس مبارک تحریک کو ''جمعیت علماءِ ہند'' کے نام سے موسوم کیا گیا تقسیمِ ہند کے بعد ''جمعیت علماء اِسلام'' کے نام سے پاکستان میں اِس مبارک تحریک کو پھر سے منظّم کیا گیا جو بحمد اللہ تا حال اَپنی منزل کی طرف رَواں دَواں ہے۔ اِسی مناسبت سے اَحادیث کی روشنی میں اِس جماعت کا پرچم نبی علیہ السلام کے پرچم کے مشابہ بنایا گیا ہے اِس اِعتبار سے اِس پرچمِ نبوی کی تعظیم بھی ہر مسلمان پر واجب ہو جاتی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر اُس مبارک خواب کا تذکرہ بھی قارئین کرام سے کر دیا جائے جو ''اِسلام زندہ باد'' کے نام سے ملک بھر میں جمعیت علماء اِسلام کی اِنتخابی مہم کے آغاز کے موقع پر صوبہ خیبر پختونخواہ کے ایک عالم مولانا فضل بادشاہ صاحب نے شیر گڑھ ضلع مردان میں دیکھا۔ ایک پرچہ پر اِس خواب کی تفصیل طبع کرا کر صوبہ خیبر پختونخواہ میں بڑی تعداد میں تقسیم بھی کیا گیا ہے جبکہ دیگر معتبر ذرائع سے بھی ہم اِس کی تصدیق کرا چکے ہیں۔ اِختصار کی خاطر اِس پرچہ سے ضروری اِقتباس نذرِ قارئین ہے :

............................کھانا عشاء کے بعد کھایا، کھانے کے بعد سونے کے لیے چلے گئے ،تھوڑی دیر بعد میں نمازِ تہجد کے اِرادے سے اُٹھا اَور وضو بنایا لیکن مجھے صحیح یاد نہیں کہ نماز تہجد پڑھی یا نہیں کیونکہ نیند کا اِنتہائی غلبہ تھا جب محوِ خواب ہوا تو میں نے خواب میں حضرت محمد ﷺ اَور اُن کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو دونوں اَکٹھے بیٹھے تھے اَور دونوں کے ہاتھوں میں پرچمِ نبوی ﷺ تھے۔ ہم ملنے کے لیے آگے ہو گئے تو وہ ہمارے ساتھ ملے، ملنے کے بعد آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ

'' آپ اَپنے دوست قاری شیر زادہ صاحب کو کہیں کہ وہ گھر کے دُوسرے گیٹ پر بھی جھنڈا لگائے تاکہ زیادہ برکت کا باعث ہو۔''

اِسی اثنا میں میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے ایک جھنڈا عطا فرماویں آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے لیا اَور مجھے دینا چاہا اَور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ جھنڈا آپ اَپنے دوست قاری شیر زادہ کو دیں تاکہ وہ اَپنے گھر کے دُوسرے دَروازے پر لگائے تاکہ زیادہ برکت نصیب ہو۔ جب آپ ﷺ نے مجھے جھنڈا دینے کا اِرادہ فرمایا تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ یہ جھنڈا میرے منہ پر ڈال دیں تاکہ میرا منہ بابرکت ہو جائے جب آپ ﷺ نے وہ جھنڈا میرے منہ پر ڈال دیا اَور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مردان میں ''ختمِ نبوت کانفرنس'' اَور بٹ خیلہ میں ''اِسلام زندہ باد کانفرنس'' کے لیے جدو جہد کرے تاکہ کامیاب ہو جائے۔

پھر میں نے آپ ﷺ سے دُعا طلب کی کہ آپ ﷺ علماء طلباء اَور جمعیة کے پروگراموں کے لیے دُعا فرماویں آپ ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے ، وہ دُعا فرما رہے تھے حضرت عمر فاروق رض اَور میں آمین کہہ رہے تھے۔

جب صبح نماز کے لیے اُٹھا تو وہ جھنڈا جو رات کو حضور ﷺ نے میرے منہ پر ڈالا تھا میرے منہ کے اُوپر پڑا تھا۔ وہاں موجودین میں (میزبان) قاری شیر زادہ، اُن کے بھائی اَور مہمان دیکھ کر بہت حیران ہوئے پھر میں نے اُن کو پورا خواب سنایا اَور وہ جھنڈا اُن کو عطا کیا۔ اُنہوں نے جھنڈا گھر میں سی کر گھر کے دُوسرے دَروازے پر لگایا۔ چند دنوں کے بعد علماء حضرات نے کہا کہ یہ اَب شیشے کے فریم میں بند کردو تاکہ محفوظ اَور لوگوں کو دیکھنے میں آسان ہو اَور اِس کی جگہ دُوسرا جھنڈا لگادو پھر ہم نے اُسے علماء کے مشورے کے مطابق شیشے کے فریم میں بند کردیا جو سامنے نظر آرہا ہے۔

مِلوں والوں نے یہ اِعتراف کیا کہ یہ کپڑا کسی بھی مِل وغیرہ نے نہیں بنایا ہے۔

گھر والوں کے تاثرات :

گھر والے سب کہتے ہیں کہ جب سے یہ جھنڈا ہمارے گھر آیا ہے ہمارے گھر سے ہر قسم کی بیماریاں مصیبتیں اَور تکالیف دفعہ ہوگئی ہیں۔

اِس خواب میں جمعیت علماء اِسلام کے حق میں بہت بڑی بشارت ہے اَور ہر مسلمان کو اِس کی تائید و نصرت کی ترغیب دی گئی ہے۔

اُس مبارک پرچم کی تصویر جو عالم رُوحانیت میں بارگاہِ رسالت سے عطا کیا گیا

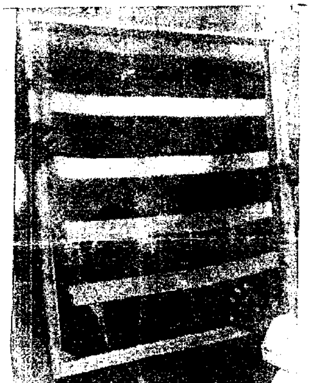

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر جمعیت علماء اِسلام کے دستور میں درج اُس کے اَغراض و مقاصد بھی تحریر کر دیے جائیں تا کہ اِس کے پاکیزہ اَور بلند نصب العین سے اِجمالی آگاہی بھی حاصل ہو جائے۔

....

دفعہ نمبر۲ : جمعیۃ علماء اِسلام پاکستان کے اَغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہوں گے :

(۱) علماء اِسلام کی رہنمائی میں مسلمانوں کی منتشر قوتوں کو جمع کر کے اِقامتِ دین اَور اِشاعتِ اِسلام کے لیے منظّم جد و جہد کرنا۔ نیز اِسلام اَور مرکزِ اِسلام یعنی جزیرۃ العرب اَور شائرِ اِسلام کی حفاظت کرنا۔

(۲) قرآنِ مجید اَور اَحادیثِ نبویہ علٰی صاحبھا التحیۃ والسلام کی روشنی میں نظامِ حیات کے تمام شعبوں، سیاسی [۱]، مذہبی، اِقتصادی، معاشی اَور ملکی اِنتظامات میں مسلمانوں کی رہنمائی اَور اُس کے موافق عملی جد و جہد کرنا۔

(۳) پاکستان میں صحیح حکومتِ اِسلامیہ برپا کرنا اَور اِسلامی عادِلانہ نظام کے لیے ایسی کوشش کرنا جس سے باشندگانِ پاکستان ایک طرف اِنسانیت کُش سرمایہ داری اَور دُوسری طرف اِلحاد آفریں اِشتراکیت کے مضر اَثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔

(۴) مملکتِ پاکستان میں ایک ایسے جامع اَور ہمہ گیر نظامِ تعلیم کی ترویج و ترقی کے لیے سعی کرنا جس سے مسلمانوں میں خشیتِ اِلٰہی، خوفِ آخرت، پابندی اَرکانِ اِسلام اَور فریضۂ اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اَنجام دہی کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

---

[۱] اِس کے ضمن میں جہاد کا مقدس فریضہ بھی شامل ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

(۵) مسلمانانِ پاکستان کے دِلوں میں جہاد فی سبیل اللہ، ملکی دفاع، اِستحکام اَور سالمیت کے لیے جذبۂ اِیثار وقربانی پیدا کرنا۔

(۶) مسلمانوں میں مقصدِ حیات کی وحدت، فکر وعمل کی یگانگت اَور اَخوتِ اِسلامیہ کو اِس طرح ترقی دینا کہ اِن سے صوبائی، علاقائی، لسانی اَور نسلی تعصّبات دُور ہوں۔

(۷) مسلمانانِ عالم سے اِقامتِ دین، اعلاءِ کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں مستحکم روابط کا قیام۔

(۸) تمام محکوم مسلم ممالک کی حریت و اِستقلال اَور غیر مسلم ممالک کی مسلم اَقلیتوں کی باعزت اِسلامی زندگی کے لیے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

(۹) مختلف اِسلامی اِداروں مثلاً مساجد، مدارس، کتب خانوں اَور دارُ الیتامٰی کی حفاظت، اِصلاح اَور ترقی کی کوشش کرنا۔

(۱۰) تحریر وتقریر اَور دیگر آئینی ذرائع سے باطل فرقوں کی فتنہ اَنگیزی، مخرب اَخلاق اَور مخالف اِسلام کارروائیوں کی روک تھام کرنا۔

دفعہ نمبر۳ شرائط رُکنیت :

ہر بالغ مسلمان جمعیۃ علماء اِسلام کا رُکن بن سکتا ہے بشرطیکہ

(۱) وہ جمعیۃ کے اَغراض ومقاصد سے متفق ہو۔

(۲) تین سالہ مدت کے لیے بیس روپے فیس رُکنیت اَدا کرے۔

(۳) جماعتی نظم ونسق کی پابندی اَور پروگرام کو کامیاب بنانے کے کا عہد کرے۔

(۴) فارم رُکنیت پُر کرے۔

(۵) وہ کسی دُوسری سیاسی یا مذہبی جماعت کا رُکن نہ ہو۔

(دَستور جمعیت علماءِ اِسلام پاکستان ص۶ تا ۸)

اِن اَغراض و مقاصد کی اہمیت اَور ہمہ جہتی سے کوئی بھی مسلمان اِنکار نہیں کر سکتا بلکہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اِن سے اِتفاق ضروری ہے اَور اِن کی مخالفت گناہ ہے۔

آخر میں دستور کی دفعہ ۲۷ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں جماعت کے پرچم کے بارے میں ہدایت تحریر ہیں۔

دفعہ نمبر ۲۷ پرچم :

جمعیۃ اِسلام کا پرچم سفید اَور سیاہ دَھاریوں والا ہوگا جس کی تفصیل حسب ِذیل ہوگی :
پرچم ساڑے چار فٹ لمبا اَور تین فٹ چوڑا ہوگا جس میں کل نو دَھاریاں ہوں گی۔
پانچ پانچ اِنچ کی پانچ سیاہ دَھاریاں اَور اَڑھائی اِنچ کی چار سفید دَھاریاں ہوں گی۔اُوپر اَور نیچے کی دَھاریاں سیاہ اَور دَرمیان والی دَھاریاں سفید ہوں گی۔''

(دَستور جمعیت علماء اِسلام پاکستان ص ۲۸ و ۲۹)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ، آمِین

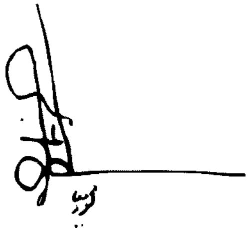

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللّٰہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

''عیسویہ'' کی طرح ''قادیانی'' بھی اَیسے کافر ہیں کہ جن سے جزیہ نہیں لیا جائے گا
اِن کے کلمے کا اِعتبار نہیں، اِسلام میں داخل ہونے کے لیے خاص کلمات کہنے ہوں گے
مرزا کا اِقرار ''میں تیرا خود کاشتہ پودا ہوں''۔ نبی نہیں ''مجدد'' آتے رہیں گے
دماغی مریض تھا۔خود بیٹا اُس پر اِیمان نہ لایا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 71 سائیڈ A 1987 - 07 - 05)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

...............................نماز بھی پڑھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو نبی بھی مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ آپ کی نبوت عرب کے لیے خاص تھی اہلِ عرب کے لیے، نبی عرب ہیں آپ نبی عجم نہیں ہیں، اُن لوگوں کا کہنا یہ ہے اَور یہ غلط ہے۔تو اَب نماز بھی پڑھ لیں کچھ بھی کرلیں جب تک رسول اللہ ﷺ کی عام بعثت کے قائل نہ ہوں وہ مسلمان نہیں شمار کیے گئے اُن کے فرقے کا نام اَلگ ہی رہا ''عیسویہ''۔اَب وہ دُنیا میں ہیں یا ختم ہو گئے یہ نہیں پتہ، بہرحال تھے دُنیا میں اَور یہ نظریہ تھا، آدمی وہ یہودی تھا نام اُس کا عیسیٰ تھا تو فرقہ اُس کا ''عیسویہ'' کہلاتا ہے۔

ایسا آدمی بھی اِسلامی حدودِ مملکت میں نہیں رہ سکتا وہ یا یہاں سے چلا جائے گا دارُالحرب میں کسی سیکولر اِسٹیٹ میں اَور یا اُس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے نظریات کی اِصلاح کرے ورنہ اُسے کافر شمار کیا جائے گا تو جن کافروں سے جزیہ لیا جاتا ہے یہ اُن میں بھی داخل نہیں اَور اُس کا اِیمان اَور اِسلام بھی خطرے سے خالی نہیں رہا کیونکہ یہ کلمہ بھی پڑھتا ہے یہ نماز بھی پڑھتا ہے اِس سے لوگوں کو مغالطہ بڑا ہوسکتا ہے، اِس لیے اگر وہ کلمہ پڑھے گا تو اُس کے کلمے کا اِعتبار نہیں ہوگا اُس سے کہا جائے گا کہ تو اَپنے نظریات سے توبہ کر اَور مسلمان ہو۔ مسلمان ہونے کے لیے اُس کے واسطے اَور جملے ہیں وہ یہ کہے گا کہ اَلتَّبَرِّیْ عَنْ کُلِّ دِیْنٍ سِوَی الْاِسْلَامِ اِسلام کے سوا باقی جو بھی کوئی مذہب ہے میں اُس سے اَلگ ہوں اَب علیحدگی مانتا ہوں میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کلمہ پڑھتا ہوں جب یہ کہے گا تب مانا جائے گا۔

اِن کا صرف کلمہ پڑھنا معتبر نہیں، وجہ ؟

اِس کے قریب قریب یہ قادیانی ہیں ہمارے یہاں ،کلمہ یہ بھی پڑھتے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں قرآنِ پاک بھی پڑھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو بھی مانتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ ''مرزا'' کو بھی مانتے ہیں جو مدعی نبوت تھا تو جب وہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں تو اُن کے دِل میں ''محمد'' سے مراد ہوتی ہے خود ''مرزا غلام اَحمد'' کیونکہ اُس نے کہیں کہا ہے کہ ''منم محمد و احمد''[1] میں ہوں محمد بھی، میں ہوں اَحمد بھی، کہیں کہا ہے میں عیسیٰ ہوں وغیرہ۔ تو جس وقت وہ قادیانی کلمہ پڑھتا ہوگا لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا پڑھتا ہوگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو بھی اِعتبار نہیں کیا جاسکتا کہ ''محمد'' سے مراد کیا لے رہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ

---

[1] تریاق القلوب میں مرزا غلام اَحمد قادیانی اپنے بارے میں لکھتا ہے :

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا   منم محمد و اَحمد کہ مجتبیٰ باشد

میں مسیح زماں ہوں میں کلیم خدا ہوں   میں محمد اَور اَحمد مجتبیٰ ہوں

(تریاق القلوب ص ۶، رُوحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

یا اَپنے ''مرزا'' کو مراد لے رہا ہے، دِل میں اِس کے کیا نیت ہے ؟ تو اِن کا اِسلام بھی تب ہوگا کہ جب اُس میں یہ قید لگائی جائے گی کہ میں اِسلام کے علاوہ باقی تمام دینوں سے ہٹ گیا ہوں اَور تائب ہوتا ہوں میں رجوع کرتا ہوں اَلتَّبَرِّیْ عَنْ کُلِّ دِیْنٍ سِوَی الْاِسْلَامِ پھر ٹھیک ہے۔ باقی یہ کہ مرزا کو جھوٹا سمجھے یہ بھی ٹھیک ہے وضاحت کرے اِس کی کہ وہ غلط نبی تھا غلط دعوی تھا اُس کا نبوت کا وہ جھوٹا تھا۔

مرزا کا اِقرار، میں برطانیہ کا خود کاشتہ پودا :

وہ تو سرکار نے پیدا کیا تھا حکومتِ برطانیہ نے اَور اُس نے خود اَپنی کتابوں میں لکھا ہے ملکہ برطانیہ کے نام کہ میں تیرا خود کاشتہ پودا ہوں تو نے خود مجھے بویا ہے اَور یہی لوگ واسطہ بنے ہوئے ہیں بہت پہلے سے ہندوستان اَور برطانیہ کے دَرمیان، پہلے برطانیہ کی حکومت تھی اَور اَب برطانیہ کی جگہ پوری دُنیا میں اَمریکہ نے لے لی ہے تو یہ واسطہ بنے ہوئے ہیں پاکستان کی حکومت کے اَور اَمریکہ کے دَرمیان اِس لیے جو حاکم اُوپر آتا ہے جب وہ اُوپر کے دَرجوں پر پہنچتا ہے صدارت وغیرہ پر وہاں جا کر اُس کو نظر آتا ہے کہ اَمریکہ سے تعلقات کا مدار جو ہے وہ اِن پر ہے اِس لیے اِن کے لیے رعایتیں دیتا ہے اَور اِتنی اُس میں جان نہیں ہوتی کہ وہ اِنہیں ہٹا ہی دے اِتنی اِیمانی طاقت نہیں اُس میں کمزوری ہے ورنہ ہٹا بھی سکتا ہے کوئی ایسی بات نہیں۔

اہم سیاسی نکتہ، گائیڈ لائن :

کیونکہ اَمریکہ کو اگر ضرورت ہے تو مرزائیوں کی تو نہیں ہے پاکستان کی ضرورت ہے اُس کو، اگر مفادات حاصل ہوتے ہیں تو وہ پاکستان سے ہوتے ہیں نہ کہ مرزائیوں سے، اِن کے بجائے کوئی اَور بھی واسطہ بن سکتا ہے لیکن اِتنی جراَت نہیں ہے اَور اِس وجہ سے بھی کہ جو ایسا اِرادہ کرے گا اُسے خود اپنی جان کا بھی خطرہ ہو جائے گا کیونکہ اِرد گرد قریب تر یہ لوگ موجود رہتے ہیں۔

آپ ﷺ کا اِرشاد اَور اُس کی وجہ :

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ یہودی ہو یا نصرانی اُس کو اِیمان میرے اُوپر لانا پڑے گا، یہودیت میں مسائل بہت کم ہیں عیسائیت میں بہت ہی کم ہیں اَور اَب تو بدلتے بدلتے تورات اَور اِنجیل یعنی عہد نامہ قدیم اَور عہد نامہ جدید یہ ملتے ہیں بازار میں بڑے سستے کر کے یہ بیچتے تھے پہلے دَس روپے میں اِتنی موٹی جلد مِل جاتی تھی اُس میں آپ دیکھیں گے تو اَنبیاء کرام کو ایسے برے کلمات سے اَور خدا کو اِس طرح جیسے اِنسان ہو پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہود و عیسائیوں کی خرافات :

حضرت داود علیہ السلام کی کشتی ہوتی رہی ہے اللہ تعالیٰ سے اُسی میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے ساری رات کُشتی ہوتی رہی نہ وہ جیتے نہ وہ جیتے اُن کا دُوسرا اِسمِ گرامی ہے ''اِسرائیل'' تو گویا نہ خدا کی پہچان رہی اِن میں، نہ نبی کی پہچان رہی اِن میں، نہ ولی کی پہچان رہی تو اِس طرح کی خرافات اِتنی زیادہ اُس میں بھری پڑی ہیں اَور نام اُس کو اُنہوں نے گویا اللہ کی جانب سے اُتری ہوئی کتاب قرار دیا ہے حالانکہ وہ بدلتے بدلتے اُس میں اَیڈیشن ہوتے ہوتے ہوتے ہوتے وہ کچھ کی کچھ بن گئی کوئی اُس کا نسخہ محفوظ نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام کی تعلیمات ہر طرف پھیل گئیں :

تو آقائے نامدار ﷺ کی جو تعلیمات ہیں وہ ساری دُنیا میں پھیل گئیں ایسے پھیلیں ہیں کہ بعض تعلیمات جو اِسلام کی ہیں جاہل آدمی بھی جانتے ہیں اُس بچارے کو کلمہ بھی صحیح نہیں آتا ہو گا لیکن وہ یہ جانتا ہے کہ اَذان ہو رہی ہے اَور یہ ایک چیز ہے، مسجد ہے اِس میں نماز ہوا کرتی ہے حالانکہ اُس کو کلمہ بھی پڑھنا نہیں آتا صحیح طرح سے، یہ تبلیغ والے پڑھاتے تھے صحیح کر کے اَور شاہ اِلیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریبًا تین لاکھ آدمیوں کو میوات کے جنہیں کلمہ بھی نہیں آتا تھا (درست کرایا) کہتے

تھے خود کو مسلمان حالانکہ وہ کلمہ عربی زبان میں لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن اَذان ؟ اَذان وہ جانتے تھے، نماز ؟ نماز وہ جانتے تھے مسجد بھی جانتے تھے تو دین کی ایسی چیزیں جو اَرکان ہیں روزے بھی جانتے ہیں حج کو بھی جانتے تھے زکوۃ بھی جانتے ہیں اَور یہ بھی جانتے ہیں کہ اِسلام نے فلاں چیز کو منع کیا ہے بدکاری کو منع کیا ہے اِس چیز کو منع کیا ہے اِس چیز کو۔ جبکہ ہے وہ بالکل جاہل وہ اُس چیز سے جو اِسلام نے منع کی ہے سب کے سامنے کرنے سے رُکے گا بھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے اِسلام کی تعلیمات اِتنی عام کی ہیں کہ ایک جاہل بھی جانتا ہے ختنہ! ختنہ کا نام ''مسلمانی'' رکھ لیا ہے۔ قربانی عید کی، عید بھی جانتا ہے، قربانی بھی اَور دُوسری عید وہ بھی جانتا ہے تو اِسلام کے بہت سے اَحکام تو ایسے پھیلے ہیں کہ ایک جاہل بھی جانتا ہے۔

آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دلیلیں، علم کی برکت سے خیر القرون میں اپنے کو پانا :

اَور ذرا پڑھ لے تو اُسے اَور معلومات ہوجاتی ہیں پھر اگر عربی پر قدرت ہوجائے اَور پڑھتا چلا جائے تو اُسے پوری معلومات حاصل ہوجائیں حتی کہ مطالعہ کرتے کرتے، کرتے کرتے اُسے یوں لگنے لگے گا کہ جیسے میں اُس زمانے میں موجود ہوں، اِتنی تفصیلات موجود ہیں اَور رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی یہ سب دَلیلیں ہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

ایک عامل کا قادیانیوں سے مباحثہ :

ایک صاحب تھے وہاں کراچی میں پاکستان چوک ہے وہاں راجپوت لانڈری اُن کی بنی ہوئی تھی اُنہوں نے کوئی عمل کر رکھا تھا وہ مرزائیوں کو مسلمان کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کی مرزائیوں سے بحث ہو رہی تھی۔ (مرزائیوں نے کہا) کہ نبی کی ضرورت تو ہے کیونکہ کمزوری آجاتی ہے جب کمزوری آجائے تو اِصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔

نبی نہیں ''مجدد'' آتے رہیں گے :

ہمارے یہاں یہ ہے کہ مجدد آتے ہیں، جو سنت کو زندہ کرے بدعت کو ختم کرے اُس کو ''مجدد'' کہتے ہیں گویا اُس نے اِسلام کو اَز سر نو ذہنوں میں بٹھایا اَور مسلمانوں کو اَز سر نو سنت کی پیروی پر لایا وہ مجدد کہلائے گا تو اُنہوں نے (یعنی قادیانیوں نے) کہا کہ جی اِس لیے ضرورت ہے نبی آئے اَور معجزات دِکھائے تو اِنہوں نے کہا کہ کیا معجزات مرزا نے دِکھلائے۔ اُنہوں نے جو اُن کی نظر میں (معجزات) ہوں گے (وہ بتلائے) ہمارے یہاں تو (اِس قسم کے معجزات کا) مذاق ہی اُڑتا ہے۔ یہ ثناء اللہ اَمرتسری[1] جو تھے یہ (قادیانیوں سے) مناظرے کرتے رہے ہیں اَور وہ جو مرا ہے مرزا تو وہ یہیں شاید موچی دَروازے میں یا کسی جگہ اِس کے قریب ہی مرا تھا رام گلیوں کی کسی بلڈنگ[2] میں تو اُنہوں نے تقریر جو کی تھی اُس میں یہ شعر پڑھا تھا :

کوئی بھی بات مسیحا تیری پوری نہ ہوئی
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

مرزا کا بیٹا اِس پر اِیمان نہ لایا :

اَچھا خدا کی قدرت ہے کہ ایک بیٹا اُس کا اِیمان ہی نہیں لایا اِس پر، خود پکا مسلمان رہا اُسی صحیح اِیمان پر اُس کی موت ہوئی۔ تو ہمارے یہاں تو یہ ہے کہ کوئی اُس کا نہ معجزہ نہ کوئی چیز بلکہ جو (بیہودہ) باتیں اُن کے یہاں بھولے پن کی شمار ہوتی ہیں ہمارے یہاں وہ ایک مذاق اُڑانے کے قابل چیز ہے۔

---

[1] یہ غیر مقلدین کے مقتدر عالم و مناظر تھے مرزائیت کے خلاف کافی کام کیا تھا اِنہوں نے مرزا غلام اَحمد قادیانی کے مرنے کے بعد کسی جلسہ میں یہ شعر پڑھا تھا۔

[2] مرزا غلام اَحمد قادیانی برانڈرتھ روڈ پر واقع اَحمدیہ بلڈنگ میں مرا تھا۔

پاک سرزمین اَور مولانا جالندھریؒ پر مقدمہ ! :

مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمة اللہ علیہ اِن پر مقدمہ چلا تھا کہ اِنہوں نے توہین کر دی ہے دِل آزاری کی ہے اِس پاکستان کی بات کر رہا ہوں اِس پاکستان میں اُن پر مقدمہ چلا کہ دِل آزاری کی ہے مرزائیوں کی (جبکہ یہ پوری اُمت کی دِل آزاری کے مرتکب ہو رہے ہیں)۔ اِنہوں نے غلام اَحمد قادیانی کو'' اُلو کا پٹھا '' کہہ دیا ہے تقریر میں، تو یہ الفاظ ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے دِل آزاری ہوئی ہے، بہرحال کیس کر دیا وہ پیش ہوئے وکیل بھی پیش ہوا ہوگا لیکن اُنہوں نے خود بھی اَپنے آپ بحث کی، مولانا کا عجیب حال تھا اللہ کی قدرت کہ وہ کسی بھی بات کو ثابت کرنا چاہتے تو دلائل کی اُن کے پاس کمی نہیں ہوتی تھی۔

اِمام اعظمؒ کے بارے میں اِمام مالکؒ کی رائے مبارک :

جیسے اِمامِ اَعظم رحمة اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اِمام مالک رحمة اللہ علیہ سے جب ملاقات ہوئی ہے اِمام صاحب کی، ہوتی رہتی ہوگی مدینہ منورہ جانا ہی ہوتا رہتا تھا تو کسی وقت گفتگو ہو رہی ہوگی کسی مسئلہ پر تو اِمام مالکؒ سے کسی نے رائے لی اُن کے بارے میں تو اُنہوں نے کہا میں نے تو اُنہیں ایسا پایا ہے کہ اگر وہ یہ کہیں کہ یہ ستون سونے کا ہے اَور یہ ثابت کرنا چاہیں تو یہ ثابت کر سکتے ہیں دلائل کے لحاظ سے۔ تو مولانا محمد علی صاحب بھی اَور کچھ دُوسرے حضرات بھی ہیں اِسی طرح کے مگر ہوتے کم ہیں بہت۔

جھوٹے نبی کا گھڑی دیکھنا، دماغی مریض کی علامات :

تو اُنہوں نے وہاں عدالت میں خود بھی بیان دیا اُنہوں نے کہا میں نے بات کہی تو نہیں ہے لیکن مرزا کے بارے میں میں آپ کو اُن کی کتابوں سے جو باتیں ثابت ہیں وہ کچھ بتاؤں گا تو اُنہوں نے بتایا کہ مرزا کے بارے میں یہ لکھتے ہیں کہ اُن کو گھڑی کی پہچان نہیں تھی اگر اُنہیں یہ دیکھنا ہوتا تھا کہ تین بجکر

پندرہ منٹ ہوئے ہیں تو پہلے وہ گنتے تھے ایک دو تین تک اُس کے بعد وہ منٹوں کو گنتے تھے کہ یہ پانچ ہوئے یہ دَس ہوئے یہ پندرہ گویا غنیمت ہے کہ سوئیوں کی پہچان تھی اُن کو کہ وہ تین بجے ہیں اَور یہ منٹ۔

دُوسری علامت :

اُنہوں نے کہا اُن کی کتاب میں ہے حوالے موجود تھے واقعی لکھا ہوا ہے یعنی بھولا پن ثابت کرنے کے لیے معصومیت ثابت کرنے کے لیے اُنہوں نے لکھا کہ اُنہیں دائیں بائیں جوتے کی تمیز نہیں ہوتی تھی ، دائیں پاؤں کا بائیں میں پہن لیتے تھے بائیں کا دائیں میں پہن لیتے تھے حتی کہ اُن کی بیگم صاحبہ نے نشان لگا دیا تھا کہ یہ دایاں پاؤں ہے اِس کے باوجود بھی وہ دائیں کا بائیں میں بائیں کا دائیں میں پہن لیتے تھے۔

تیسری علامت :

اَور پھر اُنہوں نے کچھ اَور مذاق کی بات بھی کی اَور اِسی طرح کے واقعات وحالات سنائے اُنہوں نے کہا کہ یہ دیکھئے اُن کے بارے میں (خود اَحمدی) لکھتے ہیں کہ اُن کو پچاس دفعہ پیشاب آتا تھا اَور اِستنجاء کرتے تھے ڈھیلے سے وٹوانی کا شوق تھا اَور گڑ بہت کھاتے تھے تو وہ ڈھیلے جو ہوتے تھے وٹوانی کے وہ بھی جیب میں رکھتے تھے کیونکہ جانا پڑتا تھا بار بار اَور گڑ بھی جیب میں رکھتے تھے ایک جیب میں گڑ ایک میں وہ (ڈھیلے) تو مولانا نے کہا کیا پتہ کبھی اِس میں سے کھا لیتے ہوں کبھی اِس میں سے کھا لیتے ہوں اُنہیں تو جوتا بھی یاد نہیں رہتا تھا کہ یہ دائیں پاؤں کا ہے یا بائیں پاؤں کا ایسے کہہ کر پھر اُنہوں نے کہا کہ یہ بات کہی تو نہیں ہے (میں نے) لیکن ایسے آدمی کو اگر یہ نہ کہا جائے جو میری طرف منسوب ہے تو اَور کیا کہا جائے گا۔ بہرحال مقدمہ اُن کا خارج ہو گیا۔

مطلب یہ ہے کہ اُنہوں (یعنی بحث کے لیے آئے ہوئے قادیانیوں) نے اُن عامل کے سامنے (ایسے ہی معجزات) پیش کیے ہوں گے تو اُنہوں نے کہا کہ دیکھو اگر میں تمہیں یہ دِکھا دُوں

معجزات کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں اُمت کے لوگ ایسے ہیں جو کرامتیں ظاہر کرتے ہیں، معجزات میں بھی خرقِ عادت ہوتا ہے اَور کرامت میں بھی خرقِ عادت ہوتا ہے تو اِس اُمت کو نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ اُمتی لوگ خرقِ عادت چیزیں ظاہر کرتے ہیں، اگر تمہیں یہ دِکھاؤں کہ یہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا پھر تم مان لوگے یہ بات کہ نبی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ معجزات بھی خرقِ عادت ہوتے ہیں اَور کرامت بھی خرقِ عادت ہوتی ہیں تو اِس اُمت کو مزید نبی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اُمتی لوگ خرقِ عادت چیزیں ظاہر کرتے ہیں تو اُنہوں (یعنی قادیانیوں) نے کہا کہ بالکل مان لیں گے تو اُنہوں نے کہا کہ آنکھیں بند کر کے پھر کھول کر دیکھو تو اُنہوں نے آنکھیں بند کیں کھول کے دیکھا تو وہ اُنہیں دو ٹکڑے نظر آئے اَور (یہ نظر بندی) اُن کے عمل کا اَثر تھا بہرحال وہ مسلمان ہو گئے اِصلاح ہو گئی اُن کی۔

تو آقائے نامدار ﷺ پر اِیمان رکھنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے اَور میں کہہ رہا تھا کہ یہ طبقے جو ایسے پیدا ہو گئے ہیں جب یہ مسلمان ہوں گے تو اِن کا کلمہ پڑھنا کافی نہیں ہوگا کیونکہ کیا پتہ اُس نے کس اِرادے سے پڑھا ہے اَور اِن تمام باطل فرقوں میں دوہرا پن پایا جائے گا جیسے نفاق ہوتا ہے کہ ظاہر کچھ باطن کچھ، اَندر کچھ باہر کچھ، اِس کا یہ مطلب، اِس کی یہ مراد، اِس طرح کی چیزیں پائیں جائیں گی تو اِن کا اِسلام کیسے ہوگا ؟ اِن کا اِسلام اِس طرح ہوگا کہ اَلتَّبَرِّیْ عَنْ کُلِّ دِیْنٍ سِوَی الْاِسْلَامِ یہ شرط بھی لگائی جائے گی کہ اِسلام کے علاوہ باقی سب دینوں سے میں بری ہوں اَور میں چھوڑتا ہوں سب دینوں کو بس اِسلام قبول کرتا ہوں۔

اِس حدیث کے بعد کچھ اَور روایتیں ہیں اِسی سے مناسبت ہے اُن کی اللہ نے چاہا آئندہ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان پر اِستقامت دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا ....

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵۷

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

دیوبند میں مسلمانوں کی آبادکاری اَور فروغ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی (وفات ۶۰۷ھ/ ۱۲۱۰ء) کی بیعت وخلافت سے سرفراز ہو کر دو بزرگوں نے ہندوستان کا راستہ اِختیار کیا، یہاں پہنچ کر ایک بزرگ خواجہ معین الدین چشتی لاہور سے اَجمیر تشریف لے گئے اَور دُوسرے بزرگ قاضی دَانیال قطری نے اپنی دعوت وتبلیغ اَور رُشد و ہدایت کے لیے دیوبند کی سرزمین کو منتخب فرمایا۔

سلطان قطب الدین اَیبک [1] (۶۰۲ھ/ ۱۲۰۶ء۔ ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء) کی جانب سے جس زمانہ میں شمس الدین اَلتمش بدایوں کا گورنر تھا، اہلِ فضل وکمال کو ڈھونڈ کر بلاتا اَور اُن کی حتی الامکان قدر اَفزائی کرتا تھا۔ اُس نے قاضی دَانیال کی علم وفضل کی شہرت سنی تو اُن کو بدایوں آنے کی دعوت دی شیخ جب بدایوں پہنچے تو پھر وہیں کے ہو رہے اَور وہیں اُن کی اَولاد و اَحفاد کا سلسلہ چلا جو اَبھی تک موجود ہے۔ اُن کا دیوبند میں اِتنے عرصے قیام رہا کہ اُن سے علمی سلسلہ پھیلا جو اُن کی شہرت کا باعث بنا۔ قاضی دَانیال قطری کو اَلتمش نے بدایوں کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔

[1] قطب الدین اَیبک نے ۵۹۱ھ/۱۱۹۴ء میں فتح کیا تھا اور ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء میں اَلتمش کو بدایوں کا گورنر مقرر کیا تھا۔

شیخ علاء الدین سہروردیؒ :

یہ بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (وفات ۶۳۰ھ/ ۱۲۳۲ء) کے خلیفہ ہیں، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی (وفات ۶۶۱ھ/ ۱۲۶۲ء) یا (۶۶۶ھ/ ۱۲۶۷ء) اَور شیخ سعدی شیرازی رحمہما اللہ اِن کے ہم دَرس اَور پیر بھائی تھے۔ مقامی روایت یہ بھی چلی آرہی ہے کہ یہ اِبن جوزیؒ کے شاگرد تھے۔

آپ کی وفات ۱۰/ شعبان ۷۴۳ھ/ ۱۳۴۱ء میں ہوئی دیوبند ہی میں مزار ہے۔ سب سے قدیم مزار آپ ہی کا ہے۔ آپ کے مزار کی شہرت ''شاہ جنگل باش'' کے جملہ سے ہے۔ دیوی کنڈ کی جانبِ مغرب سہارنپور مظفرنگر روڈ کے متصل ہے۔ ایک روایت یہ مشہور ہے کہ شیخ سعدی شیرازیؒ (جن کا اِسمِ مبارک شرف الدین ہے) سیاحتِ ہند کے دَوران اَپنے اِن ہی بزرگ ساتھی سے ملاقات کے لیے دیوبند تشریف لائے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

بہند آدم بعد اَزاں رُست و خیز
وَزانجا براہِ یمن تا حجیز

اُس زمانے میں ہندوستان کا اِطلاق زیادہ تر نواحِ دہلی پر ہوتا تھا۔

شیخ معز الاسلامؒ :

دیوبند کے شیوخِ صدیقی کے مورثِ اَعلیٰ ہیں آپ ساتویں صدی ہجری کے اَواخر میں دیوبند تشریف لائے، آپ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے شرفِ صحبت سے مستفیض تھے۔ مزار بڑے بھائیاں میں آدینی مسجد کے قریب بتلایا جاتا ہے۔

شاہ ولایتؒ :

فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ/ ۱۳۵۱ء۔ ۷۸۹ھ/ ۱۳۸۸ء) کے عہدِ حکومت میں شیخ شہاب الدین بخاری مشہور ''بشاہ ولایت'' دیوبند تشریف لائے۔

شاہ ولایتؒ کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء (۶۳۵ھ۔ ۷۶۵ھ) سے شرفِ بیعت حاصل

تھا، مولد و مسکن بخارا تھا۔ وفات (۶ ربیع الاوّل ۷۸۰ھ/ ۱۳۷۸ء)، آپ کا مزار دارُالعلوم کے جنوب مغرب میں ہے۔

ایک اَور بزرگ :

ایک بزرگ قالو قلندر (وفات ۸۲۵ھ/ ۱۴۲۱ء) کا مزار مبارک بھی تحصیل کے قریب سبزی فروشوں کے بازار میں واقع ہے، آپ سے بھی اپنے زمانہ میں اہلِ دیو بند مستفیض ہوئے۔

شیخ جیاؒ، صاحبِ خانقاہ :

جلال الدین اَکبر کے اِبتدائی عہدِ سلطنت میں یہ بزرگ دیو بند تشریف لائے اِن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اَجمیر سے دہلی آئے اَور چندروز وہاں قیام فرمایا۔ اَکبر کو اِن سے عقیدت ہوگئی اُس نے حکم دیا شیخ جہاں قیام کرنا پسند کریں وہاں اُن کی حسبِ منشاء اِنتظام کر دیا جائے۔ شیخ جیاؒ نے دیو بند کے قیام کو پسند کیا۔ اَکبر کے حکم کے مطابق مرزا بیگ اِبن خواجہ محبّ علی بخشی نے شیخ کے لیے مسجد اَور خانقاہ تعمیر کرائی۔ مسجد کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۶۵ھ/ ۱۵۵۷ء میں مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

اِسی محلّہ خانقاہ میں حضرت اَقدس مولانا اَنور شاہ الکشمیری قدس سرہٗ مدفون ہیں۔

شیخ اَبوالوفاء عثمانیؒ :

آپ اَوائل نویں صدی ہجری میں دیو بند آئے، خاندانِ عثمانی اہل دیو بند کے مورثِ اَعلیٰ ہیں۔ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی اَولاد میں ہیں دونوں بزرگوں میں پانچ پشت کا فاصلہ ہے۔

شیخ کا نسب یہ ہے :

''اَبوالوفاء بن عبداللہ بن حسین بن عبدالرزاق بن عبدالحکیم بن حسن بن عبداللہ عرف ضیاء الدین بن یعقوب بن عیسیٰ بن اِسمٰعیل بن محمد بن اَبوبکر بن علی بن عثمان بن عبداللہ حرمانی بن عبدالرحمٰن گازرونی بن عبدالعزیز ثالث بن خالد بن ولید بن عبدالعزیز ثانی بن عبدالعزیز بن عبدالکبیر بن عمرو اِبن اَمیر المومنین سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ۔''

شیخ عبدالرحمٰن گازرونیؒ :

محمود غزنوی کے قاضی لشکر تھے اُن کے ہمراہ ہندوستان آئے اَور پانی پت کی فتح کے بعد وہاں مقیم ہوگئے۔ دیوبند کے تمام شیوخِ عثمانی اَبوالوفاء عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اَولاد میں ہیں۔

شیخ الہند قدس سرہٗ کا سلسلہ نسب بھی یہی ہے اَور ہرسہ برادرانِ ذی القدر مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہٗ، مولانا حبیب الرحمٰن اَور علامہ شبیر اَحمد عثمانی رحمہم اللہ کا بھی یہی ہے۔

اِن ہی کی اَولاد میں دیوان لطف اللہ گزرے ہیں۔ یہ شاہجہاں کے عہد میں دیوان کے عہدہ پر فائز تھے۔ اِن کے دیوان خانہ کی جگہ اَب دارُالعلوم کا مہمان خانہ ہے۔

قاضی فضل اللہ شیرؒ :

قاضی فضل اللہ شیرؒ بھی اِسی خاندان میں گزرے ہیں۔ قاضی مسجد اِن ہی کی تعمیری یادگار ہے۔ دیوان لطف اللہ [1] کی اَولاد میں شیخ کرامت حسین اَور اُن کے فرزند شیخ نہال اَحمد (وفات ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء) سربرآوردہ لوگوں میں رہے ہیں۔ شیخ نہال اَحمد دارُالعلوم کی پہلی مجلس شوریٰ کے رُکن تھے۔ سیّد اَحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) جب اَپنی تحریکِ جہاد کے سلسلہ میں دَورہ کرتے ہوئے دیوبند تشریف لائے تو اِس خاندان کے متعدد حضرات سیّد صاحب کے حلقہ اِرادت میں داخل ہوگئے۔

شیخ اَبوالبرکاتؒ :

اِسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ اَبوالبرکاتؒ گزرے ہیں جہاں اُن کا گھرانہ آباد ہے وہ محلّہ اِن ہی کے نام سے ''اَبوالبرکات'' کہلاتا ہے۔ شیخ کی یادگار ایک مسجد بھی ہے جو سفید مسجد کہلاتی ہے۔

مولانا فریدالدینؒ :

اِسی خاندان کے اَفراد میں مولانا فریدالدینؒ ہیں جو جید عالم تھے اَور ساری عمر دَرس و تدریس

---

[1] مولانا ظفر اَحمد صاحب تھانوی مرحوم و مغفور بھی دیوان لطف اللہ کی اَولاد میں ہیں، اگرچہ تھانوی مشہور ہوگئے۔

میں مشغول رہے۔ اِن کے چھوٹے بھائی بلند بختؒ تھے جو حضرت سیّد اَحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے۔

شاہ جلال الدین قادریؒ : (وفات: ۸۸۶ھ/ ۱۴۸۱ء)

دیو بند کی آبادی کے جنوب مشرق میں اِن کا مزار ہے جس پر گنبد بنا ہوا ہے، یہ محلّہ شاہ جلال کے نام سے موسوم ہے۔

بندگی محمد عمرؒ : (وفات ۱۰۰۰ھ/ ۱۵۹۱ء)

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی اَلمتوفی (۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء) اَور حضرت شیخ عبدالرزاق جھن جھانوی (اَلمتوفی ۹۵۰ھ/ ۱۵۴۳ء) سے مستفیض تھے۔ آبادی کے جنوب مغرب میں بھائیلہ روڈ پر ریلوے لائن کے شمال میں آپ کا مزار ہے۔ (تذکرۃ العابدین ص ۲۵۴)

شاہ ماہ رُوؒ : (اَلمتوفی ۱۰۴۲ھ/ ۱۶۳۲ء)

محلّہ شاہ ماہ رُو میں مزار واقع ہے، مزار کے متصل مسجد ہے۔ (تذکرۃ العابدین ص ۲۸۲)

سیّد حسام الدینؒ :

جامع مسجد قلعہ کے جنوبی گوشے میں مزار ہے۔ جامع مسجد قلعہ کی اِمامت و خطابت کے لیے حضرت سیّد محمد اِبراہیم اَلمتوفی (۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) نے اِن کو جلال آباد لوہاری سے طلب کر کے مقرر کیا تھا، عرصہ تک اِن کی اَولاد میں مسجد کی اِمامت کا منصب باقی رہا۔ (تاریخ دیو بند ص ۱۰۶)

شاہ محمد فریدؒ :

نقشبندی سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۰ء میں وفات پائی۔

میاں جی نور علیؒ قطب الوقت :

وفات ۱۲۰۳ھ۔ (تذکرۃ العابدین ص ۲۵۷ و ۲۶۰)

مُلا شہاب الدین کابلیؒ :

۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء۔ محلّہ شاہ جلال میں مدفون ہیں۔

سیّد محمد اِبراہیمؒ :

گیارہویں صدی کے اَوائل میں خاندانِ سادات کے ایک بزرگ سیّد محمد اِبراہیمؒ [1] نے بعض اہل اللہ کے مشورہ سے اِسلام کی دعوت اَور تبلیغ و اِرشاد کے لیے دیو بند کا اِنتخاب فرمایا۔

تذکرۃ العابدین میں لکھا ہے :

''آپ اَولیاءِ کبار میں سے تھے کرامتیں اِن کی دیو بند میں مشہور و معروف ہیں، آپ کا سلسلہ قادریہ تھا۔''

دیو بند میں سیّد صاحبؒ کے قیام کے لیے دہلی کی مرکزی حکومت کی جانب سے مسجد اَور ایک وسیع خانقاہ تعمیر کرائی گئی جس میں افادۂ باطنی اَور طریقت و تصوف کے حلقہ کے ساتھ ساتھ علومِ ظاہری کی تعلیم و تعلم کی مسند بھی بچھی ہوئی تھی۔

سیّد صاحبؒ کے اَخلاف کے نام مغل بادشاہوں، جہانگیر، شاہجہان اَورنگزیب عالمگیرؒ کے عہد میں مددِ معاش کے لیے جو زمینیں دی گئی ہیں، شاہی فرامین میں اُن کی وجہ طالبانِ علم و طریقت کے مصارف بتلائے گئے ہیں۔

سیّد محمد اِبراہیمؒ کا سلسلہ نسب یہ ہے :

''سیّد محمد اِبراہیم بن سیّد سعد اللہ بن سیّد محمود قلندر بن سیّد اَحمد کبیر بن سیّد فرزند علی بن وجیہہ الدین بن علاء الدین بن سیّد اَحمد کبیر بن شہاب الدین بن حسین علی بن عبدالباسط بن اَبوالعباس بن اِسحاق عندلیب اَلمکی اِبن قاری حسین علی بن لطف اللہ بن تاج الدین بن حسین بن علاء الدین بن اَبی طالب بن ناصر الدین بن نظام الدین حسین بن موسیٰ بن محمد الاعرج اِبن اَبی عبداللہ اَحمد بن موسیٰ المبرقع اِبن اِمام محمد تقی اِبن اِمام موسیٰ علی رضا اِبن اِمام موسیٰ کاظم اِبن اِمام جعفر صادق اِبن اِمام محمد باقر اِبن اِمام زین العابدین اِبن اِمام اَبی عبداللہ الحسینؓ اِبن سیّدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

---

[1] یہ بزرگ ہمارے خاندان کے جدِ اَعلیٰ ہیں۔ محمود میاں غفرلہٗ

سیّد محمد اِبراہیمؒ کے دادا سیّد محمود قلندرؒ شہنشاہ ظہیر الدین بابر (۹۳۳ھ/ ۱۵۲۶ء۔ ۹۳۷ھ/ ۱۵۳۰ء) کے زمانہ میں اُوش [1] سے لکھنؤ تشریف لائے۔ یہ ایک مرتاض دَرویش تھے۔ آپ حمص سے جیلان تشریف لے گئے وہاں سیّد محی الدین علی جیلانی سے بیعت ہوئے اَور مجاز ہو کر اُن کی ہدایت کے مطابق ہندوستان تشریف لائے اَور گھومتے ہوئے لکھنؤ پہنچے، وہاں شہر سے باہر قیام فرمایا۔

بحر ذخار میں حجۃ العارفین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ پر اِستغراق کی ایسی کیفیت رہتی تھی کہ ایک دِن سخت آندھی اَور بارش آئی اَور شیخ کو اِس تیز ہوا اَور بارش کے زور کا کوئی پتہ نہ چلا، عشاء کی اِقامت کے وقت لوگوں نے بتلایا تو اِطلاع ہوئی پھر حجۃ العارفین میں اُن کے خوارقِ عادت کا ہر ساعت اَور ہر آن مثلِ فوارہ کے ظہور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آپ نے طویل عمر پائی، ۲۱ رشعبان ۹۸۶ھ کو لکھنؤ میں وفات ہوئی ''بلدہ کالی شدہ'' سن وفات ہے۔

سیّد محمد اِبراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی اَور تھے سب سے بڑے بھائی جامع مسجد لکھنؤ میں اِمامت وخطابت کے منصب پر فائز تھے۔ دُوسرے بھائی حیدر آباد دکن چلے گئے اَور سیّد محمد اِبراہیمؒ نے جو زُہد وتقویٰ اَور فقر وتوکل میں اَپنے دادا کے جانشین تھے، مسندِ رُشد وہدایت کو رونق بخشی، آپ کو اِس کا مشورہ شیخ علاء الدین [2] چشتیؒ (م: ۹۷۶ھ) نے دیا تھا۔ فرمایا :

---

[1] اُوش فرغانہ کے علاقہ میں واقع ہے، بابر کا وطن مالوف تھا، بابر نے تزکِ بابری میں تفصیل کے ساتھ اُوش کے حالات لکھے ہیں، خاندانی شجروں میں اُوش سے قبل حمصی لکھا ہوا ملتا ہے۔ یہ خاندان حجاز سے پہلے حمص میں منتقل ہوا اَور وہاں سے چل کر اُوش میں اِقامت گزیں ہوا، آپ کے حالات بحر ذخار میں آٹھ صفحات میں مبسوط تحریر ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۰۳ھ کی تصنیف ہے اِس کا قلمی نسخہ فرنگی محل لکھنؤ میں ہے۔ اِس میں پانچ ہزار اَولیاء کرام کے حالات جمع کیے گئے ہیں اِس کے مصنف سیّد وجیہہ الدین اَشرف ہیں۔ اِس کتاب کے صفحات کی تعداد ۲۸۷۲ ہے۔ یہ کتاب نزہت الخواطر کا سب سے بڑا ماخذ ہے یہی اِس کے مستند ہونے کی کافی دلیل ہے۔

[2] شیخ علاء الدینؒ برناوہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے جو میرٹھ سے تقریباً ۱۹ رمیل جنوب میں واقع ہے، وہاں بہت سے مشائخ کرام گزرے ہیں جو اِسی خاندان کے تھے، اِس خاندان کے جداَمجد شیخ بدالدین (م: ۷۸۰ھ/ ۱۳۷۸ء) تھے اِن کو مخدوم نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے اِجازت وخلافت حاصل تھی۔

''لیکن قصبۂ دیبن کہ دیوبند گویند دَریں زمانہ اَز غلغلہ اَشخاص متقادمہ نمایاں شدہ اَست مناسب آں اَست کہ دَراں قصبہ وطن گیرند و نکاح کنند تا مردم آنجا اِستفادہ کنند پس شیخ مذکور ہم چنان کرد۔''

آپ کا فیض دیوبند اَور اَطرافِ دیوبند میں پھیلا۔ دیوبند کے مشہور طبیب حکیم عبداللطیف جو راجہ مالوہ کے طبیبِ خاص تھے فرمایا کرتے تھے حضرت سیّد محمد اِبراہیمؒ کی نظر کیمیا اَثر اَور فیضِ صحبت سے اِن کا خاندان بھی مسلمان ہوا۔ دیوبند کے گوجر بھی آپ ہی کے فیضِ صحبت سے داخلِ اِسلام ہوئے آپ کی وفات ۵ رشوال ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء کو ہوئی، مسجد کی جانب شمال آپ کا مزار ہے۔

یہ جگہ اَب ''سرائے پیرزادگان'' کہلاتی ہے، آپ ہی کا خاندان ساداتِ دیوبند کا سب سے بڑا خاندان ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے سیّد محمد اِسماعیل بندگیؒ جانشین ہوئے اَور تمام عمر دَرس و تدریس اَور تربیتِ باطنی میں مشغول رہے۔ آپ نے ۲۹ رمحرم ۱۰۹۲ھ/ ۱۶۸۱ء میں وفات پائی اَور اپنے والد کے پہلو میں بائیں جانب دفن ہوئے۔

بندگی محمد اِسماعیل اَور اُن کے فرزند سیّد محمد عارف اَور اُن کے فرزند سیّد وجیہہ الدین کی نسبت عہدِ عالمگیری کے پروانہ میں بہت بلند کلمات اِستعمال کیے گئے ہیں۔

''دریں ولایت شیخ وجیہہ الدین پسر غفران پناہ معارف آگاہ شیخ محمد عارف ولد مغفرت پناہ بندگی شیخ محمد اِسماعیل کو بصلاح و تقوی آراستہ لیاقت تمام دارد بجائے پدر خود دَر خانقاہ بتدریس و تذکیر با جماعت طالبِ علماں و فقراء و صوفیہ مشغول اَست۔''

یہ فرمان ۹ رشوال ۴۴ھ جلوس عالمگیری میں غضنفر خان صوبیدار دوآبہ کے دستخط سے جاری ہوا ہے۔ اِسی طرح کا دُوسرا فرمان جلوسِ عالمگیری کے ۳۰ھ کا سیّد محمد صابر کے نام محمد عرب کے دستخط سے جاری ہوا ہے۔ اِن سب حضرات کی قبریں اَپنے جد بزرگوار کے مزار کے احاطہ میں ہیں۔ سیّد محمد عارفؒ کی وفات ۱۱۵۰ھ میں بعہدِ محمد شاہ ہوئی۔ دیوبند میں یہ خانقاہ دینی علوم کی اَوّلین شعاع تھی جس کو حق تعالیٰ نے گیارہویں صدی کے اَوائل میں سیّد محمد اِبراہیم قدس سرہٗ کے مقدس ہاتھوں سے روشن کیا تھا۔

سیّد محمد عارفؒ کے صاحبزادے سیّد وجیہہ الدینؒ کے بارے میں بھی فرمان میں ایسے الفاظ موجود ہیں :

''شیخ وجیہہ الدینؒ پسر شیخ مرحوم بصلاح وتقویٰ آراستہ لیاقت تمام دَارد بجائے پدر خود خانقاہ بتذکیر وتدریس با جماعت طالبِ علماں وفقراء وصوفیاء مشغول اَست وخرچ خانقاہ فی سبیل اللہ مصروف اَست ۔''

فرامینِ شاہی اَور پروانہ جات میں جن کا ذکر پہلے گزرا ہے اِن حضرات کی نسبت یہ الفاظ لکھے گئے ہیں: ''غفران پناہ''، ''مشیخت پناہ''، ''حقائق ومعارف آگاہ''۔ اِن الفاظ سے اِن حضرات کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، شرف ومنزلت اَور اُن کی علمی ودینی خدمات کا فی الجملہ اَندازہ کیا جاسکتا ہے، جدِ اَعلیٰ کے زمانہ سے لے کر ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء کی آتشزدگی تک جو سکھوں نے کی تھی، خانقاہ میں اَبًا عَنْ جَدٍّا درس وتدریس اَور بیعت واِرشادات کا سلسلہ جاری رہا، ایک فتوی سیّد وجیہہ الدینؒ کے دستخط کا موجود ہے جس پر ۱۱۲۵ھ کی مہر ثبت ہے۔

محمد شاہ بادشاہ (۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۸ء۔ ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۷ء) کے عہد میں سیّد اَبرار اللہ بن فضل اللہ کو دیوبند اَور اُس کے اَطراف وجوانب کا قاضی مقرر کیا گیا، خاندان کے ایک بزرگ سیّد نور الحق کا وظیفہ نواب نجیب الدّولہ (وفات ۱۱۸۴ھ/ ۱۷۷۰ء) کی سرکار سے جاری تھا۔

غرض دیوبند میں اِس بلند پیمانہ پر دَرس وتدریس وتصوف کا سلسلہ بدستور چلا آرہا تھا اَور درسگاہ مدتوں سے قائم چلی آرہی تھی شاید اِسی لیے بعد میں قیام دارُ العلوم بھی دیوبند میں ہوا ہو لیکن اہل دیوبند اَور اُس خاندانی درسگاہ کو ایک عظیم سانحہ پیش آیا۔

ہوا یوں کہ ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء میں سکھوں کے ایک بڑے گروہ نے دیوبند پر قزاقانہ حملہ کیا اُس وقت جنہوں نے مزاحمت کی اُن کے گھروں کو آگ لگادی۔ اِس حادثہ میں دیوبند کے کئی محلے جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ ایک یادداشت میں مرقوم ہے کہ ۹ ربیع الاوّل ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء کو سکھوں کے ایک لاکھ سوار وپیادوں نے دیوبند پر حملہ کیا۔ ہماری آبادی (خانقاہ) کا محاصرہ کر کے

ہمارے مکانوں کو لوٹ کر آگ لگا دی۔ اُنہوں نے ہمارے گھروں میں نقد زیور اَور برتن وغیرہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ یہ لوگ اَٹھارہ دِن تک یہاں ٹھہرے اَور نہایت اِطمینان کے ساتھ اُنہوں نے ہمارے گھروں کو لوٹا اَور پھر نذرِ آتش کر دیا۔ اُن غارت گروں کے چلے جانے کے بعد ہم اَپنے سوختہ گھروں میں داخل ہوئے اَپنے مقتولوں کے کی تجہیز و تکفین کی، شاہی فرامین اَور دستاویزات میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی، سب جل کر راکھ بن گئی تھیں۔

دیوبند کی تاریخ میں یہ وہ قیامت خیز سانحہ ہے کہ جس نے ڈیڑھ سو سال کی شمع علم کو ایسا بجھایا کہ آج اُس کے آثارِ نقوش ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے۔ خانقاہ اِس طرح برباد ہوئی کہ بعد میں پھر اُس کی تلافی نہ ہو سکی، دُوسری عمارتوں کی طرح مسجد بھی جو عہدِ جہانگیری کی تعمیر تھی منہدم ہوگئی۔ بعد میں خاندان کے مشہور بزرگ سیّد محمد اَنور صاحبؒ نے ۱۲۸۵ھ/ ۱۷۶۸ء میں قدیم بنیادوں پر اَز سرِ نو مسجد تعمیر کرائی۔

کچھ اَور بزرگ :

مولانا فضل اللہ صدیقی ٹونکی خطیبِ عیدین دسویں صدی کے اَوائل میں وارِد ہوئے، اَکبر کا دَور تھا اُس نے آپ کو خطیب مقرر کیا۔ اِس خاندان کے سارے اَفراد شروع سے آج تک دارُالعلوم کے معاون چلے آرہے ہیں۔

شیخ اَحمد دیبنیؒ :

حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اَور خلیفہ تھے۔ آپ آخر میں بنگال تشریف لے گئے، وہیں قیام اِختیار فرمالیا اَور وہیں وفات پائی۔

شاہ رَمز الدینؒ :

دیوبند کی سرزمین میں سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ شاہ رَمز الدین بغدادیؒ (وفات: ۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء) آسودہ خواب ہیں، آپ کو شہنشاہ اَورنگزیب (۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء۔ ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) اَور

حضرت شاہ محبّ اللہ اِلہ آبادی کا خلیفہ بتلایا گیا ہے، آپ کے زمانے کی مسجد موجود ہے، مسجد کے شرقی گوشہ میں آپ کا مزار ہے۔ یہ جگہ محلّہ شاہ رَمزالدین کے نام سے موسوم ہے۔

سیّد غلام رسولؒ :

تیرہویں صدی کے اَوائل میں بغداد سے تشریف لائے، یہیں اَزدواجی زندگی گزاری، آپ کی اَولاد صالح ترین حضرات ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔(آپ ہی حضرت میاں سیّد اَصغر حسین صاحب قدس سرہٗ کے جدِ اَمجد ہیں)۔

دیوبند : زوالِ سلطنتِ مغلیہ کے وقت

اَٹھارہویں صدی کے وسط سے مغلیہ سلطنت کا زوال اَور طوائف الملوکی کا دَور دورہ ہوا۔ شمال مغرب میں سکھوں، شمال مشرق میں روہیلوں، جنوب میں مرہٹوں اَور مشرق میں اَنگریزوں نے ہندوستان کی حکومت پر چھانے کی کوششیں شروع کیں۔ شمال مغرب میں سکھوں کا زور تھا اُنہوں نے منظّم جتھے بنا کر غارت گری کا سلسلہ شروع کر دیا۔

شاہ عالم بہادر شاہ اَوّل کے زمانہ میں سکھوں نے سرہند پر یورش کے بعد سہارنپور پر حملہ کیا وہاں جنگ وجدال کے بعد قبضہ کر کے خوب لوٹ مار کی، اِس کے بعد قلعہ جلال آباد (مظفرنگر) پر حملہ کیا، وہاں کے پٹھانوں نے شدید مقابلہ کیا بالآخر سکھ حملہ آور بیس روز کے محاصرے کے بعد ناکام لوٹ گئے۔

اِسی صدی کے آخر میں سکھوں کا یہ معمول ہو گیا کہ برسات ختم ہو جانے پر دوآبہ کے علاقہ میں اُن کی لوٹ مار کا اِضافہ ہو جاتا تھا۔ سکھوں کی یہ مسلح جماعت اُن کی اِصطلاح میں ''دَل'' کہلاتی تھی۔

۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء میں سردار غریب سنگھ نے ضلع سہارنپور اَور مظفرنگر کے متمول قصبات و دیہات میں لوٹ مار کی۔ ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء میں تھانہ بھون اَور ۱۱۸۴ھ/ ۱۷۷۰ء میں مظفرنگر کو لوٹا۔ ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء میں تاراسنگھ، کھٹیک سنگھ، مادھوسنگھ، چپت سنگھ، صاحب سنگھ اَور کھنڈا نے دیوبند پر حملہ کیا۔ یہاں ضابطہ خان کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا وہ سکھوں سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ سکھوں نے خوب

لوٹ مار کی، یہاں سے مظفرنگر کے دیہات کی طرف بڑھے اَور تاخت و تاراج کرتے ہوئے مراد آباد کی جانب چلے گئے اَور چندوسی کو جا لوٹا۔ اِن پیہم یورشوں سے دوآبہ کا علاقہ ویران و بے چراغ ہو گیا۔ نومبر ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء رائے سنگھ اَور شیر سنگھ نے سہارنپور میں قلعہ اَحمد آباد کا محاصرہ کیا مگر ناکام ہوئے۔

مارچ ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں سکھوں نے کاندھلہ، جھن جھانہ اَور تھانہ بھون میں (جو ضلع مظفرنگر کے متمول قصبات ہیں) لوٹ مار کی مگر وہاں مقابلہ میں اَنگریزوں کی فوج آگئی اَور سکھوں کو شکست ہوئی اِس کے بعد سکھوں نے حملے موقوف کر دیے۔ (تاریخ دیوبند ص ۱۸۳)

اِس کے بعد سکھوں نے اُن گروہوں کی تعداد جنہیں ''مثل'' [1] کہا جاتا تھا، بارہ تک پہنچ گئی تھی، اُن پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مضبوط طاقت بھی عرصہ دَراز کے بعد قابو پا سکی۔ (شاندار ماضی)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کو شاہ کابل ''زمان شاہ'' نے صوبہ پنجاب کی حکومت عطا کی یا مسلمانانِ لاہور نے مدد دے کر اُسے بلایا تھا۔ قلعہ لاہور میں تخت سلطنت پر اُس کے جلوس کی تاریخ ۱۳/ صفر ۱۲۱۴ھ/ ۱۷/ جولائی ۱۷۹۹ء ہے۔

رنجیت سنگھ اَنگریزوں کی چال بازیوں کو نہ سمجھ سکا، اُسے چاہیے تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نائبین حضرت شاہ اِسحاق صاحبؒ اَور حضرت سیّد اَحمد شہید قدس سرہما کی طرح اپنے اَور ملک کی صحیح دُشمن طاقت کو سمجھ جاتا کہ وہ اَنگریز ہیں۔ اَور سیّد صاحب کو اُن سرحدی علاقوں سے جو مسلم ممالک سے ترکی تک پیہم متصل چلے جا رہے ہیں، پشت پر لے کر اَنگریز کی طاقت سے مقابلہ کے لیے راستہ دے دیتا۔ جبکہ اُس کے مرکزی اَعلیٰ ترین معتمد علیہم اَور گورنر بھی بہت سے مسلمان تھے اَور سیّد صاحبؒ کی فوج میں اَعلیٰ عہدوں پر ہندو فائز تھے بلکہ آخری معرکہ میں تو توپ خانہ کا اِنچارج ہندو تھا۔ (شاندار ماضی)

لیکن رنجیت سنگھ اَنگریزوں کی دسیسہ کاریوں کی وجہ سے سیّد صاحب کے نقطہ جہاد کو نہ پہچان سکا کہ وہ کس سے مقابلہ چاہتے ہیں، اُن کے مکاتیب اُن کے نظریہ کے لیے کافی تفسیری مواد ہیں،

[1] اِن کی تفصیل شاندار ماضی ج ۲ ص ۴۷۸ پر حاشیہ میں ہے اَور کچھ حالات تاریخ دیوبند میں ہیں۔

کچھ قلمی قیمتی مکاتیب طبع ہو کر آنے والے ہیں، اِنشاء اللہ۔ لیکن وہ دھوکہ میں آکر خود ہی اُن سے اُلجھ گیا، اِس طرح اَنگریز کی پالیسی ''لڑاؤ اَور حکومت کرو'' کامیاب ہوگئی، پھر اَنگریز نے رنجیت سنگھ کی حکومت کو بھی پارہ پارہ کردیا۔ ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں پنجاب سے سکھوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، لارڈ ڈلہوزی نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مقبوضات کو کمپنی کی حکومت میں شامل کرلیا۔ (تاریخ دیو بند)

بنا کردند خوش رسمے سخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

جہادِ حضرت سیّد اَحمد شہید قدس سرہٗ کے رُفقاءِ دیو بند :

حضرت سیّد اَحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ مشرقی یوپی میں رائے بریلی کے رہنے والے تھے آپ کے مورث اَعلیٰ شاہ علم اللہ قدس سرہٗ تھے جو اَودھ کے بڑے نامور بزرگ تھے اَور سو سال سے وہاں اُن کا فیض چل رہا تھا اِسی جگہ جو ''تکیہ شاہ علم اللہ'' کے نام سے معروف تھی، ۶ر صفر ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء کو سیّد صاحب پیدا ہوئے، بچپن میں ہی باپ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا آپ تلاشِ روزگار میں اَودھ کے دارُالسلطنت لکھنؤ پہنچے وہاں دِلجمعی نہ ہوئی تو دہلی کا سفر اِختیار کیا اَور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ (وفات: ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) سے بیعت کر کے کمالاتِ رُوحانی حاصل کیے۔

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ (۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء) سے کچھ کتابیں پڑھیں پھر نواب اَمیر خان والیٔ ٹونک کے یہاں تشریف لے گئے یہ ہندوستان کی فوجی اِعتبار سے مضبوط ترین ریاست ہوتی تھی اُس کی فوج چالیس ہزار تک ہو جاتی تھی جو بڑی جانباز تھی [1] اُس کے پاس سیّد صاحبؒ یہ نصب العین لے کر گئے تھے کہ اُس کی عظیم الشان قوت سے وطن کی آزادی اَور احیاء اِسلام کا کام لیا جائے اَور ہندوستان کو اَنگریزوں کے ہاتھ میں جانے سے بچایا جائے مگر جب اُن کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی اَور

[1] اَنگریزوں نے اُس سے مقابلہ کے بجائے چال بازیوں سے کام لیا اُس کے ساتھیوں کو توڑنا شروع کیا حتی کہ وہ تنہا رہ گیا۔ ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۷ء میں مجبوراً اُسے اَنگریزوں سے معاہدہ کرنا پڑا جس کی رُو سے صرف ریاست ٹونک کا اِقتدار اَمیر خان کے پاس باقی رہ گیا۔

نواب اَمیر خان نے سیّد صاحب کے سمجھانے اَور روکنے کے باوجود اَنگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کا فیصلہ کرلیا تو سیّد صاحبؒ نواب اَمیر خان سے علیحدہ ہو کر دہلی چلے گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ العزیز نے اپنے تمام شاگردوں اَعزاء اَور اَقارب کو ہدایت کردی تھی کہ سیّد صاحبؒ سے باقاعدہ بیعت کر کے کمالاتِ رُوحانی سے اِستفاضہ کریں۔

آپ کا یہ اِرشاد جہاں سیّد صاحبؒ کے کمال کا اِظہار کرتا ہے وہاں یہ بھی بتلاتا ہے کہ آپ کو اُن کی سیاسی رائے گرامی سے اِتفاق تھا اِسی لیے خاندانِ ولی اللہ کے وہ اَفراد جو چشم و چراغ تھے سیّد صاحبؒ کے ہمیشہ ساتھ رہے۔

آپ ٹونک سے واپسی پر دہلی اَور پھر وہاں سے ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء میں دوآبہ کے اِضلاع کے دَورہ پر روانہ ہوئے اِس دَورہ میں آپ نے رُوحانی اِصلاح کے ساتھ اَخلاقی اِصلاح بھی فرمائی اَور لِلّٰہیت و اِیثار اَور جذبہ جہاد کی رُوح لوگوں میں تازہ کی۔

آپ کے ساتھ بہت اَعلیٰ خاندانی اَور مالی حیثیت رکھنے والے اَور اَولیاء اللہ نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کا یہ قافلہ بے نظیر صلحاء کی جماعت پر مشتمل ہوگیا جو ہر اِعتبار سے اَعلیٰ اَور جامع صفات تھی (حالانکہ ۱۸۱۸ء میں یہ علاقہ (دوآبہ) بھی اِیسٹ اِنڈیا کمپنی کے زیرِ اَثر آنا شروع ہوگیا تھا)۔

۱۲۳۶ھ/ ۱۸۲۱ء میں آپ نے سفرِ حج کیا۔ آپ کی معیت میں قافلہ کے سات سو حضرات نے یہ سعادت حاصل کی، ۱۲۳۹ھ میں سفر سے واپسی ہوئی پھر آپ ہمہ تن جہاد کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ اُس[1] وقت ہندوستان میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جسے اَنگریزوں کے خلاف مرکز بنا کر جہاد کیا

---

[1] محمد اَیوب خان جنہوں نے ۱۹۶۵ء کے بعد خود کو فیلڈ مارشل بھی بنا لیا تھا اَور صدرِ پاکستان تو تھے ہی، بے تکی باتیں کرنے لگے تھے چنانچہ سیّد صاحب کے نقشۂ جنگ کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ اِستعمال کیے تھے کہ پہاڑوں میں وہ کیا لینے آئے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں تاریخ کے مطالعہ کا موقع نہیں ملا تھا ورنہ وجہ بھی معلوم ہوجاتی۔ اَب بعض اَور لوگ بھی یہ اِشکال پیش کرتے ہیں اگرچہ حقیقتاً یہ اُن کی اَپنی ناسمجھی ہے۔ سیّد صاحب کو برغبت ہو یا بہ مجبوری اَور اِسی طرح حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہما کو بھی تحریک کے لیے یہی علاقہ منتخب کرنا پڑا، اُن حضرات کی نظر پورے ہندوستان کے ہر علاقہ اَور وہاں کے خواص وعوام پر اَیوب خاں سے بہت زیادہ تھی اَور وہ زیادہ جانتے تھے اَور جانتے ہوئے ایسا کیا تھا۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

جاتا اِس لیے آپ نے اَفغانستان کے قریبی حصہ صوبہ سرحد کو منتخب فرمایا وہاں اَفغانستان اَور بخارا و ترکی وغیرہ سے اِمداد کی توقع تھی۔

چنانچہ ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۲۶ء میں قافلہ کے ساتھ وطنِ عزیز کو خیر باد کہا اَور آزاد قبائل کا اِرادہ فرمایا پنجاب سے گزرنا مشکل تھا اِس لیے راجستھان کا طویل راستہ [1] اِختیار فرمایا نیز اِس راستہ میں وہ ریاستیں پڑتی تھیں جنکے دِلوں میں حریت موجزن تھی جب قافلہ گوالیار پہنچا تو مہاراجہ دولت راؤ سندھیا نے اَور اُن کے سالے وزیر راجہ ہندو راؤ نے بڑے اہتمام کے ساتھ قافلہ کو ٹھہرایا، اُن دِنوں مہاراجہ سندھیا اِستسقاء کے مرض میں مبتلا تھے اَور سارا کام راجہ ہندو راؤ کرتے تھے۔ مہارانی نے اِصرار کیا کہ سیّد صاحبؒ اِتنی مدت گوالیار میں قیام کریں کہ لشکر کے لیے پورا ساز و سامان فراہم کیا جاسکے مگر سیّد صاحبؒ نے معذرت کی۔

گوالیار کے قیام میں سیّد صاحب نے ہمراہیوں کو باقاعدہ فوجی طریق پر پانچ حصوں میں تقسیم کیا اَور ہر جماعت کا ایک مستقل سرِعسکر بنادیا۔ قافلہ گوالیار سے روانہ ہو کر سندھ ہوتا ہوا قندھار اَور کابل کے راستہ سے صوبہ سرحد میں داخل ہوا، آزاد قبائل کے خوانین اَور عوام کثرت سے سیّد صاحبؒ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوگئے۔ صوبہ سرحد پہنچنے پر ۱۲؍ جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۶ء کو بالاتفاق سیّد صاحبؒ کے ہاتھ پر اِمامت و خلافت کی بیعت کی گئی۔

سیّد صاحبؒ نے وہاں مرکز قائم کر کے باقاعدہ حکومت کا اعلان کر دیا اَور والیٔ کابل، سلطان ہرات، شاہ بخارا، رئیس قلات اَور آزاد قبائل کے دیگر سرداروں کو اِمداد کے لیے خطوط لکھے۔ اُن خطوط میں جہاد کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا گیا تھا کہ جہاد کا مقصد ہندوستان کو اَنگریزوں سے آزاد کرانا ہے۔

---

[1] شاندار ماضی ص ۱۰۷ ج ۲ و تاریخ دیوبند مفصلاً۔ نیز تذکرۃ العابدین میں مالیر، کوٹلہ، محدوت، بہاولپور، حیدرآباد سندھ، شکارپور، جاگن خان گڑھ، دَرّۂ دہاڑ، دَرّۂ بولان پشین کے مقامات سے گزرنا بھی لکھا ہے۔ (ص ۱۳۳ ج ۱)

سیّد صاحبؒ نے جب دوآبہ کا دورہ فرمایا تھا تو اُسی وقت دیوبند [1] کے بڑے خاندانی حضرات آپ کے ساتھ ہوگئے تھے۔ دارُالعلوم دیوبند کے نزدیک جانبِ مشرق قاضی مسجد واقع ہے اِسی مسجد میں حضرت سیّد صاحبؒ فروکش ہوئے تھے، یہاں دَس روز تک قیام فرمایا۔

''سیّد اَحمد شہید'' میں لکھا ہے : سیّد صاحبؒ پُھلت (جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ) کا ننہیالی وطن ہے، سے مظفرنگر ہوتے ہوئے دیوبند پہنچے، دیوبند سے اِملیا (جو دیوبند سے تین میل کے فاصلہ پر جانبِ جنوب واقع ہے) گئے۔ اِن مقامات میں قاضی نجم الدین پندرہ آدمیوں کے ساتھ سیّد مقبول، مولوی شمس الدین، قاضی عظیم اللہ، شیخ رجب علی، اُن کے فرزند منور علی، حافظ عبداللہ، اُن کے بھائی نظام الدین اَور کریم الدین نیز اُن کے والد اِمام بخش، کرامت حسین، محمد ماہ شیخ چاند، مولوی فریدالدین، مولوی بشیر اللہ، سیّد محمد حسین وغیرہ اصحاب نے بیعت کی، اِن حضرات میں سے جو حضرات سیّد صاحبؒ کی خدمت میں پیش پیش رہے اُن کے اسماءِ گرامی تو ملتے ہیں لیکن مفصل حالات نہیں ملتے جن حضرات کے حالات معلوم ہو سکے وہ دَرج کیے جاتے ہیں۔

(۱) سیّد مقبولؒ : اِن کا پورا نام سیّد مقبول عالم [2] ہے۔ دیوبند کے خاندانِ سادات سے تھے۔ اِن کے مورثِ اَعلیٰ بندگی سیّد محمد اِبراہیمؒ ہیں جن کا ذکر مفصل گزر چکا ہے۔

---

[1] دیوبند کا علاقہ قدیم زمانہ میں ''مدہ دیش'' کہلاتا تھا۔ شمالی ہند کی راجگان کی راج دھانی جب تک ''ہستناپور'' (ضلع میرٹھ) رہی یہ علاقہ اُس کے ماتحت رہا پھر مہابھارت کی جنگ میں کوروکی شکست کے بعد اَندر پرست (دہلی) کے مہاراجگان کی مملکت میں شامل ہوگیا۔ قدیم اہمیت کی بناء پر بھی شاید میرٹھ کو ہمیشہ چھاؤنی رکھا گیا ہے۔ مسلمانوں کے دَورِ حکومت میں دیوبند وغیرہ کے علاقوں میں اَعلیٰ ترین خاندانوں نے جو صاحب رُوحانیت وعلم وفضل تھے آبادی اِختیار کی۔ اَشرف السوانح میں ہے ''جیسے اِس گردونواح میں مسلمان شرفا کے بڑے بڑے قصبے ہیں مثلاً دیوبند، گنگوہ، کیرانہ، جھن جھانہ، کاندھلہ اَور پانی پت وغیرہ ویسے ہندوستان میں کہیں اَور نہیں پائے جاتے اَور جتنی دینداری اَور جتنا علم کا چرچا اِن اَطراف میں ہے، اِتنا اَور کہیں نہیں دیکھا گیا اَور جس کثرت سے بڑے بڑے علماء وفضلاء ومشائخ اِس حصہ ملک میں گزرے ہیں اَور موجود ہیں اِتنے اَور کہیں نہیں۔'' (اَشرف السوانح جلد اَوّل ص ۱۵ طبع اَوّل)

[2] حافظ سیّد مقبول عالم اِبن سیّد محمد عالم اِبن سیّد محمد جمیل اِبن محمد اِسماعیل اِبن سیّد محمد اِبراہیم رحمۃ اللہ علیہم۔

(۲) مولوی شمس الدین ؒ : اِبتداءً آپ بدعات کی طرف مائل تھے دیو بند میں سیّد صاحب ؒ کے وُرُود کی خبر سن کر مخالفت کے جوش میں ایک ہجو لکھی جو اُسی وقت بچہ بچہ کی زبان پر چڑھ گئی۔

ایک مرتبہ سیّد صاحب ؒ کے دَورانِ قیام میں یہ دیکھنے کے لیے قاضی مسجد میں آئے کہ آخر سیّد صاحب ؒ کی طرف لوگوں کا اِس قدر رُجوع کیوں ہے[۱] مسجد عقیدت مندوں سے بھری ہوئی تھی، مولوی صاحب مجمع میں ایک طرف بیٹھ گئے۔ سیّد صاحب ؒ نے فورًا اُن کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا ''آپ ہی نے ہماری ہجو میں اَشعار لکھے ہیں۔'' سیّد صاحب ؒ نے یہ الفاظ کچھ ایسے اَنداز میں فرمائے کہ مولوی صاحب تڑپ گئے اَور معذرت کے بعد عرض کیا کہ اِس گستاخی پر شرمندہ ہوں خدا کے لیے معاف کر دیجیے اَور حلقۂ بیعت میں داخل فرما لیجیے۔ سیّد صاحب ؒ نے بیعت کر لیا اَور مرید ہو کر بالکل سیّد صاحب ؒ کے رنگ میں ڈوب گئے۔

بعد کے دَور میں اُن کے صاحبزادے مولانا عبدالخالق صاحب نے دیو بند کی جامع مسجد کی تعمیر میں بہت کام کیا۔ جامع مسجد دیو بند کی اِمامت وخطابت اِن ہی کی اَولاد میں چلی آرہی ہے۔

(۳) شیخ رجب علی ؒ بن خرد مند ؒ: دیوان لطف اللہ عثمانی کی اَولاد میں ہیں جنکا تذکرہ گزر چکا ہے۔

(۴) مولوی بشیر اَحمد ؒ اِبن شیخ غریب اللہ ؒ : یہ بھی دیوان لطف اللہ ؒ کی اَولاد میں ہیں۔ اِن کے گھرانے میں اِیسٹ اِنڈیا کمپنی کے عہدِ حکومت تک مُنصفی کا عہدہ قائم رہا۔

(۵) مولوی فرید الدین ؒ اِبن شیخ محمود بخش ؒ : دیوان لطف اللہ کی اَولاد میں تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ سے تحصیلِ علوم کی تھی، مزار مبارک دارُ العلوم کے شمالی دروازہ کے سامنے میدان میں ہے، دارُ العلوم کے دُوسرے مہتمم مولانا رفیع الدین صاحب ؒ آپ کے صاحبزادے تھے۔

---

[۱] اِس آخری دَور میں حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہٗ سے بیک وقت بیعت ہونے والوں کی تعداد آٹھ ہزار تک شمار کی گئی ہے، لاؤڈ سپیکر پر بیعت فرماتے تھے لیکن حضرت سیّد صاحب ؒ کے دستِ مبارک پر اُن کے اِن دَوروں میں اُن سے بیک وقت بیعت ہونے والوں کی تعداد دس ہزار تک بتلائی گئی ہے۔ اِن دونوں مشائخ کے دَرمیانی دَور میں اِس کی نظیر نہیں ملتی سچ فرمایا گیا یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ اَور یہ حضرات اِسی کی روشن مثال تھے۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

(۶) شیخ بلند بختؒ : مولوی فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ شیخ بلند بختؒ کے دو چھوٹے بھائی مقصود علی اَور سیّد اَحمد بھی سیّد صاحبؒ کے ساتھ شریکِ جہاد تھے۔ سیّد صاحبؒ اہم معرکوں کو سر کرنے کے لیے اِن کو مامور فرماتے تھے چنانچہ کوہِ کنبرڑی کی جنگ میں لڑائی کا نقشہ کچھ بگڑ گیا تھا مگر شیخ بلند بختؒ نے اپنی عسکری مہارت اَور جرأت و ہمت سے جنگ جیت لی۔

ایک مرتبہ مولانا محمد اِسماعیل شہیدؒ نے اپنی جگہ اِن کو جانشین بنایا تھا۔ اِن ہی اَوصافِ عالیہ اَور حسنِ تدبیر کی بنا پر یہ سیّد صاحبؒ کی مجلسِ مشاورت کے رُکن بھی تھے۔ اَور فرمایا کرتے تھے کہ

''ڈر موت کے خوف سے پیدا ہوتا ہے ہم اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کر چکے ہیں بس ہمیں کیا ڈر رہے۔''

اُن کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے :

بفضل خدا گشت بختم بلند

صوبہ سرحد میں چھترپائی کی گڑھی پر حملے میں شیخ بلند بختؒ کے بھائی مقصود علی نے دُوسرے چند غازیوں کے ساتھ جامِ شہادت نوش کیا جب اُن کو بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو نہایت صبر وضبط سے فرمایا:

''الحمد للہ ! میرا بھائی جو مراد لے کر آیا تھا وہ پوری ہوگئی ہم سب کو اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کرے۔''

چنانچہ معرکۂ بالاکوٹ میں سیّد صاحبؒ کے ساتھ اُن کی یہ آرزو پوری ہوگئی، گولی کھا کر شہادت سے سرفراز ہوئے۔[۱]

---

[۱] سیّد صاحبؒ کے تذکرہ نگاروں نے یہ نام علی محمد لکھا ہے لیکن اُن کے خاندانی شجرہ کے مطابق صحیح نام مقصود علی ہے۔ علی محمد شیخ بلند بختؒ کے کوئی بھائی نہیں تھے۔ تاریخ دیوبند میں مجاہدین کے شوقِ جہاد کا اَندازہ اِس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ اَکوڑہ میں سب سے پہلی جنگ کے موقع پر ایک مجاہد عبدالمجید خاں جہاں آبادی بیمار تھے۔ سیّد صاحبؒ نے لشکر ترتیب دیتے وقت اِن کا نام خارج کر دیا، اِنہیں معلوم ہوا تو خود حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ نے میرا نام کیوں نکال دیا؟ سیّد صاحبؒ نے فرمایا تم بیمار ہو۔ بولے آج پہلا موقع ہے جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد قائم ہو رہی ہے آپ مجھے ضرور شامل رکھیں، اُن کے اِصرار پر سیّد صاحبؒ نے اِجازت دے دی۔ (سیّد اَحمد شہید جلد دوم ص ۳۰۱)

سیّد صاحبؒ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ مقصود علی پشتو بے تکلف بول لیتے تھے ایک موقع پر اُن کی پشتو دانی کی وجہ سے مجاہدین کو بڑی کامیابی ہوئی۔

(۷) سیّد اَحمدؒ : برادر شیخ بلند بختؒ کے بارے میں بھی خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ اِنہوں نے بھی بالاکوٹ میں شہادت پائی ہے۔

''تاریخ دیوبند'' میں تحریر فرماتے ہیں :

''مولوی جعفر علی بستوی نے شہدائے بالاکوٹ میں دیوبند کے دو نام لکھے ہیں : شیخ بلند بخت اَور سَلّو خان۔ سلّو خان اَصل میں سیّد اَحمد ہیں بچپن کا نام ''سلو'' ہے بعد میں اُن کو جراَتِ مردانگی اَور تہور کی بناء پر سلو خان زبان زد ہو گیا۔ یہ شیخ بلند بختؒ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے راقم سطور کا یہ ننھیالی خاندان ہے۔'' (تاریخ دیوبند ص ۲۱۰)۔

(شاندار ماضی جلد دوم ص ۳۰۰ پر اِن حضرات کی کرامات [1] جو دیوبند میں مشہور ہیں ذکر فرمائی گئی ہیں۔)

مولانا غلام رسول مہر نے لکھا ہے کہ بالاکوٹ کے معرکہ میں ایک پل تڑوانے کی ضرورت پیش آئی تاکہ دُشمن اُدھر سے حملہ نہ کر سکے۔ سیّد صاحبؒ نے شیخ نصر اللہ خورجوی اَور سلو خاں کو بھیجا اُنہوں نے پل توڑ دیا۔ معرکہ بالاکوٹ میں سیّد صاحبؒ کے اِس خاص دستے میں شامل تھے جس نے نہایت جراَت اَور بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے سیّد صاحبؒ کے ساتھ جامِ شہادت نوش کیا اَور شہید بھائیوں میں شیخ بلند بختؒ کے سواء اُن کے باقی بھائی غیر شادی شدہ تھے اُن کی شہادت کی تفصیل نہیں ملتی۔ اِس لیے کہ اُس دستے کے سب ہی لوگوں نے شہادت حاصل کی۔ حالات بتانے والا کوئی زندہ نہیں بچا۔ (بروز جمعہ ۲۲ رذی قعدہ ۱۲۴۶ھ / ۶ رمئی ۱۸۳۱ء کو تاریخِ حریت کا یہ اَندوہناک واقعہ پیش آیا۔) [2]

---

[1] اِن کی کرامتیں میری دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھی سنایا کرتی تھیں میں نے بھی اُن سے سنی ہیں۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

[2] تاریخ دیوبند بحوالہ سیّد اَحمد شہیدؒ جلد دوم ص ۳۸۱ و ۴۱۳

(۸) مجاہدین کے سب سے پہلے معرکہ میں جو اَکوڑہ (صوبہ سرحد) میں پیش آیا جس میں ۳۷ مجاہدین شہادت سے سرفراز ہوئے اُن میں دیوبند کے ایک صاحب عبدالرزاق بھی شامل تھے اُس معرکہ میں ۳۵ مجاہدین زخمی ہوئے سات سو سکھ فوجی قتل ہوئے۔

(۹) عبدالعزیزؒ : شہدائے بالاکوٹ میں دیوبند کے ایک اَور بزرگ عبدالعزیزؒ کا اسمِ گرامی بھی ملتا ہے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۱۰) غازی حفیظ اللہؒ : دیوبند کے ایک بزرگ شیخ اَبوالبرکاتؒ (جن کے نام پر محلّہ اَبوالبرکات موسوم ہے) کی اَولاد میں سے تھے سیّد صاحبؒ کی معیت میں شریکِ جہاد رہے۔ یہ سیّد صاحبؒ کے خلیفہ بھی تھے اَور اِن کے ہاتھوں پر اِن کے والد ماجد نے بیعت کر لی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِن کی پاکیزگی سیرت کی عجیب حالت تھی۔

غلام رسول مہر صاحب نے لکھا ہے حفیظ اللہ دیوبندی سیّد صاحبؒ کے پاس نالہ میں (جو وہاں پہاڑی بارانی نالہ) پہنچ گئے، وہاں اُن کی بائیں آنکھ کے نیچے تیر لگا اَور اُس کا پیکال پار ہوگیا۔ میاں جی چشتی نے اُنہیں پن چکیوں کے پاس سایہ دار درختوں میں بھیج دیا راستہ میں اُنہیں اَمان اللہ خاں لکھنوَی اَور چند غازی ملے جو سیّد صاحبؒ کے پاس جا رہے تھے۔ حفیظ اللہ بھی اُن کے ساتھ جانے لگے دُوسرے غازیوں نے اِنہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ آپ زخم کی وجہ سے معذور ہیں۔ وہ پھر پن چکیوں کے پاس پہنچے اَور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے رہے بعد میں سیّد صاحبؒ کا فیل بان اُن کا ہاتھ پکڑ کر میدان سے باہر لے گیا[1] بعد میں اِن پر سیّد صاحبؒ سے عشق (تعلق کی بناء) پر وارفتگی کا عالم طاری رہا۔ اہلِ دیوبند کے اِصرار پر دیوبند آگئے تھے اَور غازی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

تَغَمَّدَهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا بِرَحْمَتِهٖ وَرِضْوَانِهٖ وَاَسْكَنَهُمُ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى مِنْ جَنَانِهٖ آمِيْن .

[1] تاریخ دیوبند بحوالہ سیّد اَحمد شہیدؒ ص ۴۲۴ بحوالہ وقائع جلد سوم ص ۲۱۰ و ۲۱۱

قسط : ۳۰

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ بجنوری ﴾

فاضل دارُ العلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمہ اللہ

❀ ❀ ❀

(۲۰) میں گزشتہ سطور میں صبر و تحمل کے عنوان کے تحت سیّد پور کا واقعہ نقل کر چکا ہوں وہاں پر میں نے اِس واقعہ سے متعلق حضرت رحمہ اللہ کی کرامتوں کا وعدہ کیا تھا اُس کو اَب مولانا محمد میاں صاحب کے رسالہ ''حیاتِ شیخ الاسلام'' سے اُس مکتوب کو نقل کرتا ہوں جو موصوف نے مولانا ریاض الدین صاحب کے صاحبزادے محمد صالح صاحب کا نقل کیا ہے۔

صالح صاحب لکھتے ہیں :

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَبا جان آپ کا خط موصول ہوا ہم لوگ خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں، ہم لوگوں کے لیے کسی قسم کا فکر نہ کریں بے فکر ہو کر کام کاج کریں اَور ہم لوگوں کے لیے دُعا کرتے رہیں۔

جن غنڈوں نے حضرت قبلہ مولانا مدنی کے ساتھ گستاخی کی تھی وہ لوگ اُس کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ بڑے دَاروغہ کا لڑکا دُوسرے ہی دِن قضا کر گیا یہ بات شاید آپ کو معلوم نہ ہو، اِس کے بعد جس شخص نے حضرت کے سر مبارک کی ٹوپی اُتاری اَور جلا دی تھی دُوسرے ہی دِن وہ بھی تالاب میں ڈوب کر مر گیا۔

سیّد پور میں ہلّڑ مچ گیا شیام ڈاکٹر اَور چیتنا سب لوگ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم لوگ

اُن غنڈوں کے ساتھ نہیں ہیں ہم لوگوں سے ایسا ذلیل کام نہیں ہوتا۔ اَصل بات یہ ہے کہ لیگیوں میں دو فرقے ہوگئے ہیں، بہت سے لوگ اَفسوس کر رہے ہیں کہ ایسا کام کرنا لیگیوں کی غلطی ہوئی، اَصل بات یہ ہے کہ لوگ لیگ سے ناراض ہوگئے ہیں۔ کل بعد جمعہ قرب و جوار گاؤں کے سردار لوگ ہمارے گھر میں آئے اَور تبلیغی جماعت قائم کی اَور جمعیۃ علماء کی ایک شاخ قائم کی جس کا صدر آپ کو بنایا گیا ہے اَور مرحوم مظہر اللہ منڈل کے لڑکے عبدالکریم منڈل صاحب کو اسسٹنٹ سیکریٹری بنایا اَور آس پاس کے لوگوں کے نام فہرست بھیجی ہے، آپ کے گھر آنے پر تمام سردار لوگ آپ کے پاس آئیں گے۔ فقط صالح

(حیات شیخ الاسلام ؒ ص ۲۳۷)

اِسی ایک ہی مختصر واقعہ میں متعدد عظیم الشان کرامتیں ہیں، لوگوں کا تائب ہونا اَور ایک دُوسرے کو ملزم گردا ننا اَور آپس میں ایک دُوسرے پر ملامت کرنا اَور جمعیۃ علماء کی خدمت کے لیے کمر بستہ ہونا اَور سرکش لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ عبرتناک سزائیں ملنا، اِن تمام واقعات کو میں واقعہ کربلا کے بعد کے واقعات سے تعبیر کر سکتا ہوں، اگر آپ تاریخ اُٹھا کر دیکھیں تو حضرت حسین ؓ بن علی ؓ کی شہادت کے بعد کے واقعات سے حسین اَحمد بن حسین بن علی کے واقعات مشابہ پائیں گے۔

اِیں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲۱) ایک مرتبہ بہاولپور سے حضرت ؒ کے یہاں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب تشریف لائے وہ حضرت ؒ سے عرض کر رہے ہیں کہ حضرت ! اَمرتسر کے ایک صاحب مجھے اَپنا بیتا واقعہ سنا رہے تھے کہ ہم نے حضرت مدنی ؒ کے ساتھ جو گستاخیاں کی ہیں اُن کی سزا دُنیا ہی میں مِل گئی کہ جس طرح ہم نے حضرت ؒ کے ساتھ ننگا ناچ ناچا تھا ہماری بہو بیٹیوں کو ہمارے سامنے بالکل برہنہ کر کے سرِ بازار نچایا گیا۔ ہائے اَفسوس ! اگر اللہ تعالیٰ میرے پَر دے دیتا تو اُڑ کر جاتا اَور حضرت مدنی ؒ سے معافی طلب

کرتا۔(حضرت ؒ نے اِس واقعہ کو سنا اَور اَفسوس کیا اَور معاف کر دیا)۔(اَز دامانی صاحب)

(۲۲) آج بھی ایک بستی میں ایک صاحب حیات ہیں، یہ صاحب حضرت کو ایسی سڑی گالیاں دیا کرتے تھے کہ دِل لرزنے لگتا تھا، قدرت نے اُن سے اِنتقام لیا کہ اَب سے ایک سال پیشتر اُن کے چہرے پر آبلے ایسے پڑے کہ تمام منہ سوج گیا اَور بالکل کوے کی مانند سیاہ ہوگیا، آج بھی یہ صاحب باوجود طبیب ہونے کے اپنے سیاہ چہرہ کو عبرت کا منظر بنائے ہوئے ہیں اَور اِعتراف کرتے ہیں کہ مجھے مولانا مدنی ؒ کو گالیاں دینے کی سزا ملی ہے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ.

اِن واقعات کو اِس حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے :

مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیًّا فَقَطْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ. (بخاری رقم الحدیث ۶۵۰۲)

''جس نے ہمارے ولی کو اَیذا دی ہم اُس کے خلاف اِعلانِ جنگ کر دیتے ہیں۔''

(۲۳) ایک مرتبہ سہارنپور میں جمعیۃ کا جلسہ تھا یہ اُس وقت کا تذکرہ ہے جب لیگ اَور کانگریس کے ہنگامے ہو رہے تھے حضرت ؒ اُس جلسہ میں تقریر کرنے والے تھے۔مولانا ظفر اَحمد صاحب تھانوی نے اُس وقت دعوی کیا تھا کہ میں سیاست میں مولانا مدنی ؒ سے مناظرہ کروں گا، حضرت کے خدام نے فرمایا کہ مولانا مدنی ؒ سے مناظرہ تو آپ کے بڑے کریں گے پہلے ہم سے ہی نمٹ لیں۔ مولانا محمد اِلیاس صاحبؒ نے فرمایا میاں ظفر اَحمد ! اَپنی گٹھری کی خیر منائیں، مگر وہ کب سننے والے تھے بہرحال حضرت کو تو آپ کے خدام نے یہ کہہ کر دیوبند واپس کر دیا کہ حضرت آپ کی تقریر کل ہوگی۔ چنانچہ حضرت دیوبند تشریف لے آئے، چند دنوں کے بعد حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ نے میاں ظفر اَحمد صاحب تھانوی کی خلافت چھین لی۔اِسی چیز کی طرف مولانا محمد اِلیاس صاحبؒ نے اِشارہ کیا تھا۔

(۲۴) ٹانڈہ ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر تراویح میں ایک صاحب حضرت ؒ کو بہت زیادہ لقمہ دیا کرتے تھے اَور اَنداز کچھ ایسا سخت تھا کہ تمام حاضرین کو ناگوار ہوتا تھا لیکن حضرت ؒ کے خوف سے کوئی اُن کو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دِن اُن کو خون کی قے ہوئی

تب اُن کو اِحساس ہوا کہ یہ نتیجہ گستاخانہ لب و لہجہ کا ہے جس کو اُنہوں نے تراویح میں لقمہ دیتے وقت اِختیار کر رکھا تھا۔

(۲۵) ایک مرتبہ دارُالعلوم دیو بند میں چند طلباء نے اہتمام کے سامنے بیٹھ کر بھوک ہڑتال شروع کر دی، حضرت کو خبر ہوئی تو تشریف لائے اَور اُن لوگوں کو منع کیا اَور فرمایا آپ لوگ یہ طریقہ اِختیار نہ کریں جو آپ لوگوں کا مطالبہ ہے ہم اُس کو پورا کریں گے لیکن اُن حضرات نے نہ مانا اَور بھوک ہڑتال کو جاری رکھا۔ اُن سلہٹی طلباء کی رہنمائی دو پنجابی طالبِ علم بھی کر رہے تھے اَور اَپنے جوش اَور دِیوانگی میں یہاں تک کہہ گئے تھے کہ ہم دارُالعلوم کی اِینٹ سے اِینٹ بجادیں گے بہرحال معاملہ جوں توں رفع ہو گیا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے دارُ الحدیث میں ایک جلسہ کیا اَور فرمایا مجھے اِس تحریک میں حصہ لینے والوں سے سخت تکلیف پہنچی ہے میں اُن کے حق میں بددعا تو نہیں کرتا ہاں اُن لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔ بہرحال آج بھی وہ حضرات جنہوں نے اُس تحریک میں حصہ لیا تھا حیات ہیں علم سے یکسر محروم ہیں، نام و نہاد مولوی اگر چہ ہو گئے ہیں لیکن علمی حالت اُن کی درست نہیں ہے۔

(۲۶) مولانا ظل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دارُالعلوم میں طلباء اَور علماء کا ایک جلسہ ہوا ایک طالب علم نے جوش میں آکر حضرت مولانا عثمانیؒ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہہ دیے۔ حضرتؒ نے فوراً ہی اُس کو ڈانٹا اَور منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرتؒ نے فرمایا جا تو علم سے محروم ہو گیا۔ حضرت مولانا ظل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ اُس طالب علم کو میں نے دہلی میں دیکھا ہے سر پر دِیوانوں کی طرح خاک اُڑاتا پھرتا تھا۔

(۲۷) جناب حبیب اَحمد صاحب بجنوری فرماتے ہیں کہ میں چند سال سے ایک اِمتحان میں شرکت کر رہا تھا لیکن فیل ہو جاتا تھا، میں نے حتی الامکان کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ میں نے حضرتؒ کی خدمت میں لکھا تو حضرتؒ نے ایک دُعا پڑھنے کے لیے کہا اَور فرمایا میں دُعا کرتا ہوں۔ چنانچہ اُس سال میں نے بالکل کتاب اُٹھا کر دیکھی تک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اَور حضرتؒ کی دُعا کی برکت سے سب سے اَعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوا۔

(۲۸) جناب ماسٹر سیّد اَحمد شاہ صاحب مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی کی روایت نقل کرتے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرتؒ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے میں بھی ملاقات کے لیے اسٹیشن لکھنؤ پر حاضر ہوا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ آپ حج کے لیے نہیں چلتے ؟ میں نے عرض کیا دُعا کیجئے اِس وقت تو کوئی سبب ایسا نظر نہیں آتا کہ میں حج کا تصور کروں بہرحال حضرتؒ اَبھی بمبئی پہنچے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اِنتظام کیا میرے پاس اِتنے روپے ہوگئے جو سفرِ حج کے لیے کافی تھے۔ چنانچہ فوراً ہی میں اِنتظامِ سفر کر کے حضرتؒ سے جاملا اَور جا کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول فرمالی۔

(۲۹) گزشتہ سال ۱۹۷۶ھ میں جب بانسکنڈی (آسام) سے دیوبند کے لیے روانہ ہوئے تو راستہ میں مختلف مقامات پر ٹھہرنا ہوا جہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ سے بیعت ہوئے حتی کہ عاصم گنج (آسام) میں تو بیک وقت ایک مجلس میں آٹھ ہزار مسلمان آپ سے بیعت ہوئے۔ تاریخ تصوف کا یہ سب سے پہلا واقعہ ہے۔ کسی بزرگ کے حلقۂ عقیدت میں ایک وقت میں ایک مجلس میں اِتنے آدمی آج تک داخل نہیں ہوئے۔

(۳۰) ۱۹۴۷ء کے بعد آپ نے سلوک اَور تصوف کی طرف توجہ فرمائی ہے لیکن اِتنی قلیل مدت میں ۱۶۶ خلفاء اَور مجاز بنادیے، تاریخ تصوف میں اِس کی نظیریں بہت ہی کم ملیں گی وہ بھی متقدمین کے یہاں ہیں متاخرین کے یہاں اِس کی مثال نہیں ہے۔

(۳۱) سنینِ ماضیہ میں بہت ہی کم ایسی ہستیاں گزری ہیں کہ جن کو اِتنی مقبولیت عامہ حاصل رہی ہو یا ہر فرقہ اَور مسلک نے اَپنا مقتداء تسلیم کیا ہو۔ اِس سلسلہ میں متاخرین میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی ذات ہی پیش کی جاسکتی ہے کہ جن کے معتقد ہر مذہب میں موجود ہیں اَور آپ کو اَپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں، اہلِ بدعت کہ جنہوں نے علماءِ دیوبند کو ہمیشہ کافر کہا ہے مگر حضرتؒ کے وہ بھی معتقد ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالوحید خاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرتؒ سورت کا دَورہ فرما رہے تھے کہ راستہ میں اہلِ بدعت کے ایک گاؤں والوں نے (جن میں بڑے بڑے پیر بھی تھے) جب حضرتؒ کی آمد کی خبر سنی کہ حضرتؒ اِس طرف سے گزر رہے ہیں تو اُس سڑک پر کہ جس طرف سے حضرتؒ کی کار گزرنے والی

تھی ،تقریبًا ایک فرلانگ تک سرخ کپڑے کا فرش بچھا دیا کہ حضرتؒ کی کار اِس فرش پر ہو کر گزرے گی (ایسا اِستقبال وہ اپنی رسم کے مطابق اَپنے سب سے بڑے پیر کا کیا کرتے ہیں)۔

(۳۲) اِشاعتِ علم میں آپ کے تلامیذ کی تعداد بھی لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرتؒ اَپنی شہرت و مقبولیت اَور رُجوع کے اِعتبار سے اگر چہ متاخر ہیں لیکن رُتبۃً آپ حضراتِ متقدمین کی جماعت میں ہیں۔ بلاشبہ آپ اُس زمانے میں اِس حدیث کا مصداق تھے۔

یُوْشِکُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ. (سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۶۸۰)

''عنقریب لوگ دُور دَراز سے علمِ دین حاصل کرنے کے لیے آئیں گے پس وہ عالمِ مدینہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہ پائیں گے۔''

متقدمین میں اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اِس حدیث کا مصداق بتایا جاتا ہے متاخرین میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کے مصداق ہیں اِس لیے کہ آپ عالمِ مدینہ بھی ہیں اَور اَپنے زمانے کے تمام علماء، طلباء، صلحاء اَور عوام کا مرجع بھی۔

(۳۳) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سیوہاروی فرماتے ہیں کہ والد صاحب مرحوم سے حضرتؒ کے بہت گہرے تعلقات تھے، جب والد صاحب کا آخری وقت ہوا تو حضرتؒ تشریف لائے، والد صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت ! میرے اُوپر توجہ فرمایئے۔ حضرتؒ تھوڑی دیر کے لیے مراقب ہوئے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ اُسی وقت میرا قلب جاری ہو گیا میں نے اُس وقت ایسا محسوس کیا کہ میرے مکان کے دَر و دِیوار غرضیکہ ہر چیز ذکر اللہ میں مشغول ہے میں ہر چیز سے اللہ اللہ کی صدائیں محسوس کر رہا تھا۔

(۳۴) آنحضرت ﷺ کے متعلق منقول ہے کہ آپ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں سب سے نمایاں اَور بلند معلوم ہوتے تھے حالانکہ آپ متوسط الاقامت تھے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے متعلق ہندوستان کا ہر باشندہ جانتا ہے اَور ہزارہا مرتبہ کا اَپنا تجربہ ہے کہ بڑے سے بڑے ہجوم اَور اسٹیشن پر

گاڑی ٹھہرنے سے پہلے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ حضرتؒ فلاں ڈبہ میں ہیں، یقیناً حضرتؒ اُس زمانے کے قطب العالم تھے۔

(۳۵) رمضان المبارک کے موقع پر بارہا ایسا ہوا ہے کہ جس دِن آپ سورۂ اِنا اَنزلنا وتروں میں تلاوت فرماتے اُسی دِن شبِ قدر ہوتی تھی اَور عید کی چاندرات کے بارے میں بھی بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس دِن چاندرات ہوتی تھی حضرتؒ اُسی دِن صبح سے عید کا اِنتظام شروع کر دیتے تھے اَور ایک دِن پیشتر قرآن شریف ختم کر دیتے تھے چاہے ۲۹/تاریخ کیوں نہ ہو۔ حضرتؒ کے اِس طریقہ کی بناء پر حضرتؒ کا ہر خانقاہی بتا سکتا تھا کہ آج چاندرات ہے۔

(۳۶) جس سال حضرتؒ نے آخری حج کا اِرادہ کیا تھا اُس سال بظاہر کوئی ایسا سبب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے اِتنے اَخراجات کا اِنتظام ہوتا لیکن جب سفر کا زمانہ قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ ہی کے اِخراجات کا اِنتظام کیا بلکہ آپ کے ہمراہ آپ کے صرفہ سے تقریباً ایک درجن آدمی سعادتِ حج سے بہرہ وَر ہوئے۔

(۳۷) رُستم[۱] دھوبی بجنوری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرتؒ کے یہاں سوا مہینے تک رہا۔ جب رُخصت ہو کر سہارنپور کے اِسٹیشن پر آیا تو گاڑی میں جگہ نہ ملتی تھی چنانچہ میں پریشان تھا کہ کیا کروں۔ میں نے دیکھا کہ ایک صاحب جو کہ چوغہ پہنے ہوئے تھے میرے پیچھے سے آئے اَور فرمایا کہ بجنور کیوں نہیں جاتے ہو، میں نے عرض کیا مجھے کم دکھائی دیتا ہے بیٹھنے سے معذور ہوں بس اِتنا کہنا تھا کہ آدمی نے مجھے گود میں اُٹھا کر گاڑی میں بٹھا دیا۔ (معلوم ہونا چاہیے کہ یہ موسم سردی کا تھا)

(۳۸) مولوی حبیب صاحب حبیب گنجی بیان فرماتے ہیں کہ ہر رمضان المبارک کے موقع پر آپ سلہٹ والوں کے اِصرار پر سلہٹ تشریف لاتے تھے۔ اِس سلسلہ میں سلہٹ کے ایک دُکاندار سے چندہ لینے کے لیے بات چیت ہوئی، اُس نے ترش روئی سے گیارہ روپیہ چندہ دیا اَور یہ لفظ کہا کہ یہ کیا ٹیکس ہے۔ بہرحال وصول شدہ چندہ کی ایک رقم حضرتؒ کے پاس بھیج دی گئی۔ چند ہی روز بعد اُس

[۱] یہ ایک صوفی اَور مجذوب قسم کے آدمی ہیں۔

میں سے گیارہ روپے واپس آگئے اَور کوپن پر یہ تحریر تھا کہ یہ دُکاندار سے روپیہ لے کر روانہ کرنا مجھے پسند نہیں، اُس کو یہ روپیہ دے دو۔ (ماخوذ اَز کراماتِ مدنی۔ نئی دُنیا شیخ الاسلام ؒ نمبر)

یہ چند کرامتیں ہم نے نہایت تحقیق کے بعد اَور معتبر آدمیوں سے نقل کی ہیں۔ اِن کے علاوہ بہت سی کرامتیں شیخ الاسلام ؒ نمبر حضرت مدنی ؒ نمبر میں مرقوم ہیں۔ جی چاہتا تھا کہ اَور کرامتیں بھی درج کر دیں مگر ہم نے قصداً اِضافہ سے اِحتراز کیا ہے کیونکہ حضرت ؒ کے نزدیک بھی یہ چیزیں کچھ وقیع نہیں تھیں۔

حضراتِ صحابہ ؓ کے یہاں کرامتیں ضرور ملیں گی مگر قلت کے ساتھ اِس لیے کہ اَصلی شرافت اَور کرامت اَخلاق کی درستگی، اَعمال کی پابندی، اِتباعِ سنت اَور اِسلامی زندگی میں ہے، اِسی کی وجہ سے آخرت میں مراتب بلند ہوتے ہیں اَور یہی شخصیتوں کی شناخت کا معیار ہیں، یہی قابلِ اِقتداء چیزیں ہیں اَور اِسی سے نسلوں کی حالت تبدیل ہوتی ہے اَور اِسی سے اُن کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

وفیات

گذشتہ ماہ جناب ملک سعید صاحب کے خسر صاحب طویل علالت کے بعد سرگودھا میں وفات پاگئے۔

۲۲ رنومبر کو جمعیت علمائے اِسلام کے سرگرم رُکن جناب بلال میر بٹ صاحب کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔

چکوال کے مولانا نور محمد آصف صاحب کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ١٦

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

پردہ کے تینوں دَرجوں میں ضرورت کے مواقع کا اِستثناء :

اِس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پردہ کے تینوں دَرجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع اُن سے مستثنٰی ہیں جس کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَۃُ بَعْدَ مَاضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِھَا .... فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِیْ فَقَالَ لِیْ عُمَرُ کَذَا وَکَذَا (یَعْنِیْ اَمَا وَاللّٰہِ مَاتُخْفِیْنَ عَلَیْنَا) قَالَتْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ .... فَقَالَ اِنَّہٗ قَدْ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ .

(بُخاری شریف کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۴۷۹۵)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے نکلیں (پھر کچھ قصہ اِس کا بیان کر کے فرمایا کہ) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! میں اپنی ایک حاجت کے لیے باہر نکلی تھی تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا (یعنی یہ کہا کہ اے سودہ ! خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہیے کیونکہ تم چادر برقع پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اِس کے بعد وحی نازل ہوئی اَور آپ ﷺ نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے واسطے نکلنے کی تم کو اِجازت دے دی ہے۔(ثبات الستور مع تسہیل ص ۱۶)

تینوں دَرجوں کے اِعتبار سے ضرورت کے مواقع کی تفصیل :

پردہ کے تینوں دَرجوں میں اِس اِعتبار سے فرق ہے کہ کون سی ضرورت کس درجہ میں مؤثر ہے اَور کس درجہ میں مؤثر نہیں۔

چنانچہ پہلا دَرجہ جو کہ جوان اَور اُدھیڑ اَور بوڑھی عورتوں سب پر واجب ہے (یعنی یہ کہ چہرہ اَور ہتھیلیوں کے علاوہ تمام جسم کا چھپانا) اِس سے بہت سخت مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے جیسے علاج معالجہ کی ضرورت یعنی بغیر ایسی سخت ضرورت کے اَجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اَور اُدھیڑ عورت کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو۔

اَور پردہ کا دُوسرا درجہ (یعنی چہرہ اَور ہتھیلیوں کا بھی برقع سے چھپانا) جو صرف جوان اُدھیڑ عورتوں پر واجب ہے بوڑھی عورتوں پر واجب نہیں۔ سخت مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے گو بہت سخت مجبوری نہ ہو یعنی اَجنبی مرد کے سامنے چہرہ اَور ہاتھ کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہے گو چھپانا اُن کے لیے بھی مستحب ہے۔ اَور جوان اَور اُدھیڑ عورتوں کو سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اَور ہاتھ کھولنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی دُوسرا مانع نہ پایا جائے۔ اَور اِس مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اِس کو گھورنے لگے تو اُس عورت کو گناہ نہ ہوگا۔

اَور حدیث میں جو آیا ہے :

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ .(مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۳۱۲۵)

''اللہ تعالیٰ دیکھنے والے پر لعنت کرتے ہیں اَور اُس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔''

تو عورت پر یہ لعنت اِسی صورت میں ہے جبکہ اُس نے بغیر سخت مجبوری کے اَپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو ورنہ اگر سخت مجبوری سے اُس نے کھولا اَور پھر کسی مرد نے اُسے گھورا (دیکھا) تو اِس سے عورت کو گناہ نہ ہوگا (بلکہ مرد ہی کو گناہ ہوگا)۔

پردہ کے تیسرے دَرجہ میں (یعنی گھر ہی کے اَندر رہنا برقع کے ساتھ بھی باہر نہ نکلنا) اِس میں

(بھی) مجبوری (اَور ضرورت) کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری یا بہت سخت مجبوری کی صورت نہ ہو مگر مجبوری کا دَرجہ موجود ہو۔

اَور ''مجبوری'' کا مطلب یہ ہے کہ اَگر گھر سے یا پردہ سے نہ نکلیں تو غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے، ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلنا جوان اَور اُدھیڑ عورتوں کے لیے جائز ہوگا اَور بغیر ایسی مجبوری (وضرورت) کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر اِن کو نکلنا جائز نہ ہوگا۔ (ثبات الستور مع تسہیل ص ۱۷)

ساری بحث کا خلاصہ :

اِن سب اَحکام کا خلاصہ یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا دَرجہ (یعنی چہرہ اَور ہتھیلیوں کے علاوہ سارا بدن چھپانا) واجب ہے اَور دُوسرا اَور تیسرا دَرجہ مستحب ہے اَور بہت مجبوری کی حالت میں پہلا دَرجہ میں بھی (جو کہ واجب ہے) کچھ سہولت اَور وسعت (گنجائش) کر دی گئی ہے۔

اَور جوان اَور اُدھیڑ عورتوں کے لیے پہلا دَرجہ (یعنی چہرہ ہتھیلیوں کے علاوہ پورا بدن چھپانا) بھی واجب ہے اَور بہت سخت مجبوری میں اِس میں کچھ سہولت اَور وسعت بھی ہے۔ اَور دُوسرا اَور تیسرا دَرجہ (یعنی گھروں میں رہنا اَور ضرورت کی بناء پر جب باہر نکلنا ہو تو برقع کے ساتھ نکلنا) یہ دَرجہ بھی اُن پر واجب ہے۔ اَور بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اَور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت اَور وسعت بھی ثابت ہے یعنی اگر مجبوری کا درجہ ہو تو چہرہ اَور ہتھیلیاں کھولنا اَجنبی کے سامنے اِن کو بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنہ وفساد کے اِحتمال کی بندش بھی حتی الامکان کر لی جائے یعنی سر اَور کلائی اَور پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہوگا۔ اِس طرح زیب وزینت کے ساتھ اَجنبی کے سامنے آنا حرام ہوگا۔

اَور اگر سخت مجبوری کی وجہ سے کم درجہ کی ضرورت ہو مگر ضرورت ہو محض خیالی مصلحت نہ ہو تو اِس صورت میں برقع کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا جوان عورت اَور اُدھیڑ عورت کو جائز ہے مگر چہرہ اَور ہاتھوں کا کھولنا حرام ہوگا۔ اِسی طرح زیب وزینت کے کپڑے پہن کر (اَور عطر خوشبو لگا کر) نکلنا حرام ہوگا۔ (ثبات الستور ص ۱۸، ۱۹)

ضرورت کے وقت باہر نکلنے کی ضروری شرطیں :

ضرورت پر نظر کر کے تنگی نہیں کی گئی (بلکہ) آسانی کردی گئی مگر اِس اِحتمال کو بھی نظر اَنداز نہیں کیا گیا بلکہ خاص خاص اَحکام سے اِس کی بندش بھی کی گئی ہے مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے :

وَالْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِیَ کَذَا وَکَذَا. (سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۷۸۶)

''عورت جب عطر و خوشبو لگا کر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔''

اَور رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

وَلٰکِنْ لِّیَخْرُجْنَ وَهِیَ تَفِلَاتٌ.

یعنی ضرورت کے وقت عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں باہر نکلنا چاہیے۔''

(ثبات الستور مع تسہیل ص ۱۸)

(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

قسط : ۱۲

سیرت خلفائے راشدینؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرامت :

یرموک کی لڑائی میں شکست کھانے کے بعد بادشاہِ رُوم اَپنے دارُالسلطنت حمص سے بھاگ گیا مسلمانوں نے حمص کا محاصرہ کیا، دُشمن نے قلعہ کے دَروازے بند کر لیے اَور باہم یہ رائے کی کہ لڑنے کی ضرورت نہیں مسلمان خود ہی پڑے پڑے تنگ آکر چلے جائیں گے۔ جاڑوں کا موسم تھا لہٰذا یہ بھی خیال ہوا کہ عرب لوگ یہاں کی سردی کو برداشت نہ کر سکیں گے یہاں کی سردی کے لائق اُن کے پاس کپڑے بھی نہیں ہیں مگر پورا موسم سرما ختم ہوگیا اَور محاصرہ اُسی طرح قائم رہا اَور کسی کو سردی سے بھی نقصان نہ پہنچا۔ آخر ایک روز مسلمانوں نے اِس ناممکن التسخیر قلعہ پر حملہ کی تیاری کر لی اَور ایک مرتبہ سب نے مل کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اَور اِس نعرۂ تکبیر کا اَثر یہ ہوا کہ قلعہ میں زلزلہ آگیا اَور اُس کی دیواریں گر پڑیں پھر دُوسری تکبیر میں اِس سے زیادہ سخت زلزلہ آیا۔ مضطرب ہو کر اہلِ حمص نے مسلمانوں سے صلح کی دَرخواست کی اَور اِس شرط پر صلح ہوگئی کہ ہر شخص سالانہ ایک اَشرفی اَور ایک جریب گیہوں جزیہ دیا کرے۔

اِس قسم کے خوارقِ عادات شیخینؓ کے زمانہ میں بکثرت ظاہر ہوئے اَور حق یہ ہے کہ عہدِ نبوت اَور عہدِ خلافتِ راشدۂ خاصہ کی حیرت اَنگیز فتوحات کے اَسباب اگر کوئی شخص ظاہری حالات اَور مادّی آلات میں تلاش کرنا چاہے تو اُس کو سوائے تعجب کے اَور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اَصلی اَسباب اِن فتوحات کے اُن کی قوتِ اِیمانی اَور تائیدِ ربانی میں مضمر ہے۔

ایں قدر مستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود
باحریفاں آنچہ کرد آں نرگس مستانہ کرد

اَلمختصر یرموک [۱] اَور دمشق وشام کے بعض شہر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں فتح ہو چکے تھے، اِسلامی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری تھا، عراقی فوجیں ملکِ اِیران میں اَور شامی فوجیں ملکِ رُوم میں لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے دِل رُبا مناظر دُنیا کو دِکھا رہی تھیں کہ یکا یک دَربارِ خداوندی سے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے پیغام آگیا کہ يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اِرْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ [۲]

اَور آپ رضی اللہ عنہ خلافت کی باگ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اَمانت دار ہاتھوں میں سپرد کر کے راہی جنت ہوئے رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرْضَاهُ.

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی معیشت :

اِسلام سے پہلے مکہ کے بڑے تاجروں میں آپ کا شمار تھا، صاحبِ ثروت و دولت تھے،

---

[۱] یرموک اَور دمشق کی فتح بعض مؤرخین نے عہدِ فاروقی میں بیان کی ہے مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اِزالۃ الخفاء میں اِن کو عہدِ صدیقی کے واقعات میں شمار کرتے ہیں اَور صحیح یہی ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح اَور بعض نو مفتوح مقامات کے لوگ بغاوتیں کرتے تھے اِسی طرح مقاماتِ مذکورہ میں بھی بغاوت ہوئی ہو اَور حضرت فاروقِ اعظمؓ نے دوبارہ اِن کو فتح کیا ہو۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''باالجملہ فتح دمشق و یرموک بردستِ وی (یعنی خالد بن ولیدؓ) واقع شدہ بر قیصر ہزیمت اُفتادہ فراست صدیقِ اکبرؓ دَر تفویض منصبِ اَمیر الامراء بخالد بن ولیدؓ تیر بر نشانہ زد۔ مورخا مراد دیگر فتح دمشق و یرموک دَر زمانِ فاروقِ اعظم تقریر می کند وجہ آنست کہ اِیں فتوح مکرر وقوع شدہ باشند، واللہ اعلم۔''

[۲] یہ ایک آیتِ قرآنی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اے نفسِ مومن! چل اَپنے رب کے پاس، تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر داخل ہو میرے خاص بندوں کی محفل میں اَور داخل ہو میری جنت میں۔'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ بوقتِ موت فرشتے تم سے یہی کہیں گے۔

کپڑے کی تجارت کرتے تھے مگر اِسلام کے بعد ساری دولت خدا کے کاموں میں خدا کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق صرف کردی حتی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ پہننے کو نہ کُرتا تھا نہ تہبند، ایک کمبل تھا جس میں بجائے گھنڈی کے تکمہ کے کانٹے لگے رہتے تھے۔

ہجرت کے بعد تجارت کا سلسلہ بقدرِ ضرورت قائم کیا تھا جس کی آمدنی آپؓ کی گزران کے لیے کافی ہوتی تھی۔ خلافت کے بعد کچھ دنوں تک تو یہ سلسلہ قائم رہا مگر حضرت عمرؓ اَور حضرت عبیدہؓ نے اِس سلسلہ کو قائم نہ رہنے دیا کہ مہماتِ خلافت میں اِس سے خلل پڑے گا اَور مسلمانوں سے مشورہ لے کر بیت المال سے آپؓ کا وظیفہ بقدرِ قوت لایموت مقرر کیا یعنی ڈھائی ہزار درہم سالانہ (ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا تھا)۔

ایک روز بی بی صاحبہ نے کہا کہ کچھ میٹھا کھانے کو جی چاہتا ہے۔ فرمایا اَب میں بیت المال سے زیادہ نہیں لے سکتا جو وظیفہ ملتا ہے اُس میں سے کچھ روزانہ بچاؤ، تھوڑے دنوں میں کچھ میٹھی چیز پکا لینا چنانچہ چند روز کے بعد بی بی صاحبہ نے کوئی میٹھی چیز تیار کر کے سامنے رکھی تو آپ نے پوچھا کہ روزانہ کس قدر بچایا تھا۔ بی بی صاحبہ نے کوئی مقدار بیان کی، فوراً حکم لکھ بھیجا کہ اِتنی مقدار میرے وظیفہ سے کم کردی جائے کیونکہ بغیر میٹھا کھائے ہوئے بھی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

اپنی بیماری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو کہ ایک دُودھ دینے والی اُونٹنی اَور ایک برتن اَور ایک چادر اَور ایک لونڈی جو بیت المال سے مجھے دی گئی تھی اُس کو بیت المال میں واپس کر دینا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیجیں تو اُنہوں نے کہا کہ اے اَبوبکرؓ ! اللہ کی رحمت آپ پر ہو آپ نے اپنے جانشین کے لیے مشکل نمونہ چھوڑا ہے۔

قریب وفات فرمایا کہ عمر بن خطابؓ نے نہ مانا اَور بیت المال سے مجھے وظیفہ دلایا یہاں تک کہ چھ ہزار درہم بیت المال کے اَب تک میرے ذمہ صرف ہو چکے ہیں۔ اَچھا میرا فلاں باغ بیچ کر یہ رقم بیت المال میں داخل کر دینا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی وفات کے بعد اُن کے وارثوں سے فرمایا کہ اَب میں صاحبِ اَمر ہوں میں اِس رقم کو تم لوگوں پر واپس کرتا ہوں۔ (طبقات ابنِ سعد جلد سوم)

اپنے کفن کے لیے وصیت فرمائی کہ یہی لباس جو میں پہنے ہوں میرا کفن ہوگا، ایک جگہ اِس میں زعفران کا رنگ ہے اُس کو دھوڈالنا۔ آپؓ دُنیا سے بالکل پاک دامن گئے۔ اَپنے زمانۂ خلافت میں اپنے کسی قرابت والے کو کوئی عہدہ نہیں دیا، کسی مقام کا اَفسر نہیں بنایا، اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا نہ تو اپنے بیٹے کو اَور نہ کسی عزیز قریب کو، دُنیا کو دِکھلا گئے کہ اَنبیاء علیہم السلام کے جانشین ایسے ہوتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیت المال دیکھا گیا تو بالکل صاف تھا۔ تھیلیاں جھاڑی گئیں تو ایک تھیلی سے ایک درہم نکلا جو اِتفاقاً رہ گیا تھا اَمن اَور باہمی اِتفاق کا یہ حال تھا کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جو اُس وقت قاضی مدینہ تھے، فرماتے ہیں کہ پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا اَور دو مقدمہ بھی نہ آتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد جلد سوم)۔ (جاری ہے)

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظرِ ثانی وعنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹ رکلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہوکر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

قسط : ۹ ، آخری

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی ، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِقتصادِ اِسلامی کا اِنتظام :

جب ہم شریعت کے مقاصد اَور اِقتصاد اِسلامی کے اہداف کی نظر سے معاملہ کو دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ وہ صکوک جن میں سودی سندات کی بڑی بڑی خصوصیتیں موجود ہیں وہ مکمل طور پر اُن مقاصد واہداف کے مخالف ہیں۔

وہ بڑا ہدف جس کی وجہ سے سود حرام ہوا ہے یہ ہے کہ تجارت وصنعت کے عمل سے جو نفع حاصل ہو وہ تمام شرکاء میں عادِلانہ بنیاد پر تقسیم ہو جبکہ مذکورہ صکوک کی آلیت (instrumentation) اِس ہدف کو سرے سے ڈھا دیتی ہے اَور صکوک کو اُن کے اِقتصادی نتائج کے اِعتبار سے سودی سندات کے مشابہ بنا دیتی ہے۔

مصارفِ اِسلام (Islamic Financing) کی اِیجاد اِس لیے نہیں ہے کہ وہ اَپنے تمام عملیات اَور نتائج میں سودی نظام کے ساتھ ساتھ چلے۔ مصارفِ اِسلامی کا اَصل مقصد اِس کے بجائے یہ ہے کہ ہم بتدریج تجارتی ، مالی اَور سرمایہ کاری جیسی عملیات کے ایسے اُفق کھولیں جن میں عدل اِجتماعی اُن مبادی کے مطابق سیادت کرے جن کو شریعتِ اِسلامی نے وضع کیا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عمل تدریج کا محتاج ہے لیکن حقیقی تدریج کے تصور کے لیے ایسا لائحہ عمل ضروری ہے جس میں مختلف مراحل کو دِقت نظر اَور وضاحتِ فکر کے ساتھ بیان کیا گیا ہو اَور اُن مراحل کی طرف سفر مسلسل اَور مستمر ہو۔ تدریج کا یہ مطلب نہیں کہ غیر متعین مدت کے لیے ایک ہی جگہ پر کھڑے رہیں۔ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رقابتِ شرعیہ اَور مجالسِ فقہیہ نے مصارفِ اِسلامیہ کے لیے بعض ایسے عملیات یعنی ایسی سرگرمیوں کی اِجازت دی ہے جو حقیقی سرگرمیوں کے مقابلہ میں حیلوں کے زیادہ مشابہ ہیں لیکن یہ اِجازت اِس لیے تھی کہ مشکل حالات میں مصرفِ اِسلامی Islamic Financing کی گاڑی کو چلایا جائے جبکہ اُس وقت مصارفِ اِسلامیہ کے اِدارے اِنتہائی کم تعداد میں تھے اَور یہ بات تو گویا طے شدہ تھی کہ مصارفِ اِسلامیہ کے اِدارے اِن حقیقی سرگرمیوں کی طرف

قدم بڑھائیں جو اِقتصادِ اِسلامی کے اہداف کی بنیاد پر قائم ہوں اَور سودی سرگرمیوں کی مشابہت سے بہت دُور ہوں اگرچہ ایک ایک قدم کرکے ہو۔ لیکن اَب جو کچھ ہو رہا ہے وہ اِس کے برعکس ہے کیونکہ اِسلامی مالیاتی اِدارے اِس دَوڑ میں لگ گئے ہیں کہ سودی بازار کی تمام خصوصیات کو سمیٹ لیں اَور ایسی نئی پیشکشیں کریں جو سودی سرگرمیوں سے دُور ہونے کے بجائے اُن کی طرف اُلٹے قدموں لَوٹا دیں۔ اِن میں ایسے حیلے اِختیار کیے جاتے ہیں جن کو فکرِ سلیم قبول نہیں کرتی۔

اِن صکوک کو چلانے میں ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ تصنیف (Rating) کے عالمی اِدارے اِن خصوصیات کے بغیر تصنیف نہیں کرتے جو حاملینِ صکوک کو رأس المال کی ضمانت دیتی ہوں اَور جو نفع کو رأس المال کی نسبت سے تقسیم کرتی ہیں اِس لیے اِن خصوصیات کے بغیر صکوک کی تسویق (Marketing) وسیع نہیں ہو سکتی۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم اِن اِداروں کے پیچھے چلے جو حلال و حرام میں فرق نہیں کرتے تو ہمارے لیے یہ کبھی بھی ممکن نہ ہوگا کہ ہم ایسے اِسلامی نتائج دے سکیں جو اِقتصادِ اِسلامی کے اہداف کی خدمت کریں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اِدارے سودی فضا میں نشو نما پائے ہیں اَور سود سے ہٹ کر سرمایہ کاری کے نفع کی خوبی کو نہیں پہچانتے مگر رأس المال کی ضمانت کے ساتھ اَور سودی بنیاد پر نفع کی تقسیم کے ساتھ جبکہ حال یہ ہے کہ شرعی اِعتبار سے نتائج کی خوبی کا دار و مدار خطرے کے تحمل کرنے میں اَور نفع کی سرمایہ کاروں میں عادلانہ تقسیم میں ہے۔ غرض اِسلامی عقلیت اِن اِداروں کی عقلیت کے بالکل مخالف ہے۔

اَب تصنیف (Rating) شرعی کا ایک اِدارہ قائم ہو چکا ہے اَور مصارفِ اِسلامی کے اِداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِس اِدارے سے تعاون کریں تاکہ ہم روایتی تصنیف کے اِداروں سے مستغنی ہو سکیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اِسلامی بینکوں کی اَور اِسلامی مالیاتی اِداروں کی تعداد اَب اَلحمدللہ اِتنی بڑھ چکی ہے کہ اِس کو حقیر نہیں سمجھا جا سکتا اَور یہ تعداد رَوز بروز بڑھتی جا رہی ہے بلکہ بہت سے علاقوں میں تو اِن کے بڑھنے کی شرح روایتی بینکوں سے زیادہ ہے۔

لہٰذا اُن پر لازم ہے کہ وہ آپس میں تعاون کریں اَور ایسے پیکج پیش کریں جو حیلہ سے دُور ہوں، سودی شبہات سے خالی ہوں اَور اِقتصادیات، تنمیہ اَور عدل اِجتماع کے میدان میں مقاصدِ شرعیہ کی خدمت کو اَپنا ہدف بنائیں۔ یہ بات اُس وقت حاصل ہوگی جب شرعی نگرانی کے اِداروں کی جانب سے رہنمائی اَور تاکید ہوتی رہے۔

اَور اگر شرعی نگرانی کے اِدارے پرانی ڈگر پر چلتے رہے تو اِس کا نقصان یہ ہوگا کہ اِسلامی بینک اپنی راہ کھو بیٹھیں گے اَور ڈر ہے کہ یہ پاکیزہ تحریک خدانہ کرے کہیں کمزور پڑ جائے۔

اَب وقت آ گیا کہ شرعی اِدارے اپنے طریقِ کار پر نظر ثانی کریں اَور اَب تک اِسلامی مالیاتی اِدارے جن رُخصتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہے ہیں اَب اُن کو کم کر دیں اَور مجلس شرعی اِن اِداروں کی حقیقی ضروریات سے غافل نہیں ہے اِس کے تیار کردہ معاییر شرعیہ پر عمل کریں اَور مجھے یقین ہے کہ یہ شرعی اِدارے اگر معاییر کی پابندی کریں تو اِن اِداروں کو جو بلند فنی برابری حاصل ہے اُس کی وجہ سے مشتبہ پیکج کے بہترین متبادل اِیجاد کر سکیں گے۔

یہاں مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کی عبارت پوری ہوئی۔ آگے ہم شیخ محمد علی تسخیری کی تحریر نقل کرتے ہیں جو یہ ہے :

> ''میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ شیخ محمد تقی عثمانی اِس مسئلہ کی تمام ہی صورتوں میں ضمانت کی شرط کے عدمِ جواز کا قول کرتے ہیں۔ اِس کے جواب میں میں فقہاء کی آراء پیش کرتا ہوں کیونکہ اُنہوں نے خاص خاص صورتوں میں عدمِ جواز کو ذکر کیا ہے سب صورتوں میں نہیں مثلاً :

(۱) مُدونۃ الکبرٰی میں مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ سے منقول ہے کہ میت کو غسل دینے والا، کفن پہنانے اَور خوشبو لگانے والا، ڈھلائی کا کام کرنے والا اَور کاریگر یہ سب اِس رقم کے تاوان کے پابند ہیں جو اُن کو دی گئی ہے۔ اَور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں بیٹھے ہوئے کاریگروں پر تاوان ڈالتے تھے۔

بِدایۃُ المُجتھد میں ہے : ''فقہاء کے نزدیک تاوان دوطرح پر ہوتا ہے۔ایک تعدی سے اَور دُوسرے مصلحت اَور حفاظتِ اَموال کی راہ سے۔''

موسوعہ کویتیہ میں ہے : ''بعض شافعیہ نے اَجیر خاص پر تاوان کی شرط کی ہے جیسا کہ اَجیر مشترک پر تاوان آتا ہے۔ اِس کی دلیل اِمام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ الاجراء سوا وذالك صيانة لاموال الناس (سب اَجیروں پر تاوان آتا ہے تاکہ لوگوں کے مال محفوظ رہیں) اُن کا ایک اَور قول یہ ہے لا يصلح الناس الا ذالك (صرف تاوان ہی لوگوں کو درست رکھتا ہے) رہا اَجیر مشترک تو خلفائے راشدین اَور بعض فقہاء اِس پر علی الاطلاق تاوان ڈالتے ہیں۔ اِمام اَحمد رحمۃ اللہ علیہ سے تاوان کی شرط کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ (حدیث میں ہے) مسلمان اپنی کی ہوئی شرطوں کے پابند ہیں۔ابن قدامہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اِس پر دلیل ہے کہ اگر تاوان کی نفی کی شرط کی ہو تو تاوان نہ ہوگا اَور اگر تاوان کے وجوب کی شرط کی ہو تو تاوان ہوگا۔ اِن تصریحات سے یہ اُمور حاصل ہوتے ہیں۔

(i) تاوان کی شرط کرنا مقتضائے عقد کے خلاف نہیں ہے صرف شرط کے اِطلاق کے منافی ہے ورنہ تو اَمین پر کبھی تاوان ہی نہ آئے گا۔

(ii) مصلحتِ عامہ تقاضا کرتی ہے کہ حکومت اَجیروں پر تاوان کا قانون لاگو کرے۔ مدونہ میں ہے کہ مازال الخلفاء يضمنون الصناع (خلفاء ہر دَور میں کاریگروں پر تاوان کا فیصلہ دیتے رہے)۔

(iii) اِمام اَحمد رحمہ اللہ اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ (مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں) کے قاعدے کے تحت تاوان کی شرط کو بھی داخل مانتے ہیں۔

شیخ محمد علی تسخیری لکھتے ہیں کہ اِس سب کے باوجود ہم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ آراء ہمارے مسئلہ سے متعلق بھی ہیں۔

ہم کہتے ہیں :

اگرچہ ہم صکوک کے نظام سے مطمئن نہیں اَور معاییر شرعیہ میں بھی قیمتِ اِسمیہ پر واپس خریداری کی شرط کو ناجائز کہا ہے لیکن یہاں ہم مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کی شدت کو اَور اُن کے اِستدلال کے خطا ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔ مولانا مدظلہٗ لکھتے ہیں :

''شریعت کی رُو سے وہ تجارتی سرگرمیاں جو حقیقی ہوں اُن میں رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی کیونکہ اِسلامی شریعت میں حقیقی نفع اَور نقصان دوامی طور پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں لہٰذا تجارتی صکوک میں اَصل ضابطہ یہ ہے کہ اُن میں حاملینِ صکوک کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی بلکہ وہ اَصل جائیداد کی حقیقی قیمت کے حقدار ہوتے ہیں خواہ وہ قیمتِ اسمیہ سے کم ہو یا زیادہ ہو۔''

(1) لیکن بیع بالوفاء میں واپس خریداری سابقہ قیمت پر ہی ہوتی ہے اَور حیلہ ہونے میں بیع بالوفاء اَور صکوک دونوں برابر ہیں۔ خود مولانا مدظلہٗ بیع بالوفاء کے بارے میں لکھتے ہیں :

''اَلبتہ بعض فقہائے حنفیہ نے کچھ خاص صورتوں میں شرط کو جائز بھی کہا ہے جیسے بیع بالوفاء میں وفا کی شرط اگر صلبِ عقد میں ہو تو اِس کو بھی بعض فقہائے حنفیہ نے جائز قرار دیا ہے۔ صاحبِ نہایہ نے اِسی پر فتوی دیا ہے ....لیکن چونکہ بیع میں یہ شرط ہے کہ جب کبھی بائع قیمت واپس لوٹائے گا مشتری کو خریدی ہوئی واپس بیچنی ہوگی..........'' (بلاسود بینکاری ص۲۴۲)

غرض بیع بالوفاء میں جائیداد کو سابقہ قیمت پر واپس خریدنا ایسے ہی ہے جیسے صکوکِ اِجارہ میں جس زمین کو صکوک کے ذریعہ سے خریدا اُس کی مدت ختم ہونے پر اُسی قیمت پر خریدنا لیکن پھر بھی مولانا مدظلہٗ نے سابقہ قیمت پر اُس زمین کو واپس خریدنے پر جس کی صکوک نمائندگی کر رہے ہیں شدت سے

رَد کیا ہے، اِس کو کیا کہا جائے۔ شاید یہ ذہول ہو۔

(2) پھر یوں بھی دیکھیے کہ حاملِ صکوک اپنی خریدی ہوئی زمین پر جو کہ اِجارہ پر دی گئی ہے اُجرت لیتا رہا ہے اَور مدت ختم ہونے پر اگر زمین کا مارکیٹ ریٹ بڑھ جائے تو حیلہ کرنے والا مدیر تو سخت مشکل میں پڑ جائے کہ پہلے اُجرت دیتا رہا اَور اَب زمین کی قیمت بھی زیادہ دے۔

(3) پھر مولانا مدظلہٗ نے صکوکِ اِجارہ کو مضاربت اَور شرکت کے صکوک کے ساتھ خلط کر دیا ہے۔ مضاربت اَور شرکت میں ظاہر ہے کہ رأس المال کی ضمانت نہیں دی جاسکتی اَور نہ ہی نفع کی ضمانت دی جاسکتی ہے لیکن صکوکِ اِجارہ کے حاملین کو یہ ضمانت دینا کہ بائع اِن صکوک کے پیچھے جو جائیداد ہے اُس کو وہ سابقہ قیمت پر خرید لے گا کچھ غلط بھی نہیں ہے کیونکہ :

(i) جب ہم نے حیلہ کر کے صورت کو قرض اَور سود سے نکال لیا اَور اُس کو بیع کی صورت دے دی تو اَب اِس کو پھر قرض ہی سمجھنا اَور قرض کے دائرے سے نکالنے کے لیے واپس خرید میں مارکیٹ ریٹ پر زور دینا بے وجہ ہے۔

(ii) پھر مارکیٹ ریٹ کے علاوہ ایک شق یہ بھی ہے کہ حاملِ صک اَور مصدرِ صک جس قیمت پر راضی ہو جائیں وہ بھی اِختیار کی جاسکتی ہے اِس شق کے ہوتے ہوئے صکوک جاری کرنے والوں کا کام آسان ہے کیونکہ وہ سابقہ قیمت پر یا اِس کے لگ بھگ قیمت پر اِصرار کر سکتے ہیں۔

(4) پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ شیخ محمد علی تسخیری نے سابقہ قیمت پر واپس خریداری کے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِسی طرح کچھ اَور حضرات بھی اِس شرط کے جواز کے قائل ہیں جیسا کہ حامد بن حسن نے اپنی کتاب صکوک الاجارہ میں ذکر کیا ہے۔ اِختلافِ رائے کی صورت میں ظاہر ہے کہ صکوک والے مولانا مدظلہٗ کی رائے سے اِختلاف رکھنے والوں کی رائے کو لے سکتے ہیں۔

اِسی طرح شیخ عبدالستار، اَبوغدہ اَور ڈاکٹر حسین حامد حسان نے بھی صکوک کے منشور میں قیمتِ اِسمیہ پر واپس خریداری کی شرط کے باوجود صکوک کے جواز کو باقی رکھا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵/نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بہاولپور، صادق آباد، رحیم یار خان، خانپور، دین پور شریف، اُوچ شریف، علی پور اَور ساہیوال تشریف لے گئے۔

۲۰/نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب فاضلِ جامعہ مولانا عامر صاحب کی دعوت پر جلسہ تقسیمِ اِنعامات میں شرکت کی غرض سے سہ پہر تین بجے جامعہ سے کوہاٹ کے لیے روانہ ہوئے، رات ایک بجے کے قریب کوہاٹ پہنچ گئے۔ صبح ناشتے کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے فضلاء اَور مقامی علمائے کرام اَور طلباء حضرت صاحب سے ملاقات کے لیے وقفے وقفے سے تشریف لاتے رہے۔ تقریبًا ڈھائی بجے کوہاٹ کی سفید مسجد تشریف لے گئے، بیان سے پہلے حضرت نے کامیاب ہونے والے طلباء میں اِنعامات تقسیم کیے بیان کے بعد حضرت صاحب اَپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

شام ساڑھے چھ بجے جناب اِبراہیم صاحب پراچہ کی خواہش پر ایک اَور پروگرام میں شرکت کے لیے جامع مسجد تعلیم القرآن تشریف لے گئے، تزکیہ نفس کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا اَور دُعا کرائی۔ بعد اَزاں مولانا عامر صاحب کی طرف سے مقامی حضرات کو کھانے کی دعوت تھی جس میں حضرت صاحب نے قیمتی ملفوظات اِرشاد فرمائے۔ رات نو بجے کے قریب حضرت صاحب نے مولانا عامر صاحب اَور مقامی اَحباب اَور علمائے کرام سے اِجازت چاہی اَور اَحمدی بانڈہ کرک کے لیے روانہ ہوئے۔ رات دس بجے اَحمدی بانڈہ پہنچ کر جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا اَحمد علی صاحب کے یہاں قیام ہوا مولانا اَحمد علی صاحب نے حضرت صاحب کا بیان رکھوایا تھا صبح ناشتہ کے بعد حضرت صاحب نے حاضرین وطلباء وطالبات میں بیان فرمایا۔

بعد اَزاں فاضل جامعہ مولانا زین اللہ خان صاحب کی دعوت پر شکر دَرّہ کے لیے روانہ ہوئے

دوپہر ایک بجے کے قریب مدرسہ تعلیم الاسلام شکر دَرّہ پہنچے بعد نمازِ ظہر حضرت صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا، بیان کے بعد دوپہر کا کھانا تناول فرما کر کچھ دیر کے لیے قیلولہ فرمایا۔عصر کی نماز مدرسہ ھذا میں اَدا کر کے اَگلی منزل کے لیے روانہ ہوئے، رات آٹھ بجے سے پہلے ہم ڈومیل شہر میں داخل ہوگئے ۔یہاں پر ہمارا قیام جامعہ کے فاضل مولانا عبدالستار صاحب کے گھر پر رہا۔اَگلی صبح حضرت صاحب کی تشریف آوری پر مقامی طلباء اَور علمائے کرام تشریف لاتے رہے۔مولانا عبدالستار صاحب نے جمعہ کا بیان رکھوایا تھا چنانچہ ساڑھے بارہ بجے حضرت صاحب بیان کے لیے جامع مسجد تشریف لے گئے۔حضرت صاحب نے اَپنے بیان میں معاشرے میں عالم کی اہمیت اَور کردار کے موضوع پر بیان فرمایا، نمازِ جمعہ سے فارغ ہوکر دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد چند منٹ کے لیے قیلولہ فرما کر حضرت صاحب نے مقامی علماء وطلباء سے اِجازت چاہی اَور لکی مروت اَور لنڈیواہ کے لیے روانہ ہوئے۔

بعد عصر لنڈیواہ پہنچے اَور حسبِ سابق حاجی اَمان اللہ خان صاحب مدظلہم کے یہاں قیام ہوا حاجی اَمان اللہ خان صاحب کی خواہش پر لنڈیواہ کے مضافات میں مدرسہ رحمانیہ میں دَرس دینے کے لیے تشریف لے گئے ۔نمازِ عشاء کے بعد حضرت صاحب نے دیانت اَور خیانت کے موضوع پر بیان اِرشاد فرمایا۔رات کا قیام حاجی اَمان اللہ خان صاحب کی رہائش گاہ پر رہا، بعد اَزاں اَگلی صبح ناشتہ کے بعد حضرت صاحب نے حاجی اَمان اللہ خان صاحب اَور مقامی علمائے کرام سے اِجازت لے کر مدرسہ حلیمیہ کے مہتمم صاحب کی تعزیت کے لیے دَرّہ پیزو تشریف لے گئے۔

اِس موقع پر مولوی عبدالجبار صاحب اَور اَحقر اِنعام اللہ شریکِ سفر رہے۔

سالانہ تبلیغی اِجتماع کے موقع پر جامعہ مدنیہ جدید میں ملک بھر سے آنے والے شرکاء کی کثرت سے آمدورفت رہی۔

٢٦ رنومبر کو جناب حافظ فرید اَحمد صاحب شریفی کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کی جس میں مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی اَور حضرت کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا، بعد نمازِ عصر واپس تشریف لے گئے۔ ۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-020-100-7915-0)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-040-100-1046-1)MCB کریم پارک برانچ لاہور